﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)


ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 30/ستمبر 2005ء | 26/شعبان 1426 ہجری قمری ۞ 30/تبوک 1384 ہجری شمسی | شمارہ 39


## صبر ایک نعمت

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص صبر کرنا چاہے گا اللہ اس کو صبر کی توفیق دے گا اور صبر سے بہتر اور کشادہ کسی کو کوئی نعمت نہیں دی گئی۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب الاستعفاف عن المسجد)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

**خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا۔اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنتی ہیں۔**

**اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو کیا عمدہ موقعہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرلے۔**

''خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا گویا اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنتی ہیں۔ پھر اس کے متعلق الہام ہوا''اُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ''۔اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں رہتی۔اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو کیا عمدہ موقعہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرلے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرلے۔ یہ صدی جس کے تئیس (23) سال گزرنے کو ہیں گزر جائے گی اور اس کے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ رہے گا۔اور اگر نکمّا ہو کر رہا تو کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنا صدقہ پہلے بھیجو۔ یہ لفظ صدقہ کا صِدق سے لیا گیا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا، لاف زنی سے کچھ بن نہیں سکتا۔

الوصیت اشتہار میں جو مَیں نے حصّہ جائیداد کی اشاعت اسلام کے لئے وصیّت کرنے کی قید لگائی ہے۔مَیں نے دیکھا کہ کُل بعض نے 1/6 کی کردی ہے۔ یہ صدق ہے جو اُن سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہیں کہلا سکتا۔

تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر جی ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ موت سر پر ہو۔ طاعون کا موسم پھر آرہا ہے۔ زلزلہ کا خوف الگ دامنگیر ہے۔وہ تو بڑا ہی بے وقوف ہے جو اپنے آپ کو امن میں سمجھتا ہے۔امن میں تو وہی ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار اور اس کی رضا کا جویاں ہے۔ایسی حالت میں بے بنیاد زندگی کے ساتھ دل لگانا کیا فائدہ؟

دوسری طرف اسلام سخت اور خطرناک ضعف کی حالت میں ہے۔اس پر یہی آفت اور مصیبت نہیں کہ باہر والے اس پر حملہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ مخالف سب کے سب مل کر ایک ہی کمان سے تیر مار رہے ہیں اور جہاں تک اُن سے ہوسکتا ہے وہ اس کو مٹا دینے کی سعی اور فکر کرتے ہیں۔لیکن اس مصیبت کے علاوہ بڑی بھاری مصیبت یہ ہے کہ اندرونی غلطیوں نے اسلام کے درخشاں چہرہ پر ایک نہایت ہی تاریک حجاب ڈال دیا ہے۔اور سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اس میں روحانیت نہیں رہی۔اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان لوگوں میں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور اسلام کے مدّعی ہیں، روحانیت موجود نہیں ہے۔اور اس پر دُوسری بدقسمتی یہ کہ وہ انکار کر بیٹھے ہیں کہ اب کوئی ہو ہی نہیں سکتا جس سے خدا تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہو اور وہ خدا تعالیٰ پر زندہ اور تازہ یقین پیدا کر سکے۔

ایسی حالت اور صورت میں اُس نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے چہرہ پر سے وہ تاریک حجاب ہٹا دے اور اس کی روشنی سے دلوں کو منوّر کرے اور ان بے جا اتّہامات اور حملوں سے جو آئے دن مخالف اس پر لگاتے اور کرتے ہیں، اسے محفوظ کیا جاوے۔اس غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکھاویں۔یہی وجہ ہے جو مَیں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں ان کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں اس کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں اُن پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔اگر یہ بھی اسی قدر کرتے ہیں جس قدر مخالف قومیں کر رہی ہیں اور وہ لوگ کر رہے ہیں جن کے پاس حق اور حقیقت نہیں تو انہوں نے کیا کیا۔پھر انہیں تو ایسی حالت میں شرمندہ ہونا چاہئے۔لعنت ہے ایسے بیعت میں داخل ہونے پر جو کافر جتنی بھی غیرت نہ رکھتا ہو''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 616-617 جدید ایڈیشن)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

## فرمودات خلفاء

## روزوں کی فلاسفی

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾۔روزوں کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کو دو چیزوں کی بہت ضرورت ہے ایک بقاء شخصی کے لئے غذا کی۔دوم بقاء نوعی کے لئے بیوی کی۔

اب دیکھو انسان گھر میں تنہا بیٹھا ہے۔پیاس بڑی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ دودھ موجود ہے، برف موجود ہے، شربت حاضر ہے، کوئی روکنے والا بھی نہیں مگر پھر بھی سچا روزہ دار مطلق ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ نہیں کرتا۔اسی طرح بیوی پاس ہے، کوئی چیز مانع بھی نہیں مگر پھر بھی وہ محترز ہے۔یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ روزہ دار ہے اور اس کے مولیٰ کا حکم ہے کہ ان دونوں چیزوں سے رُکا رہے۔ یہ مشّاقی ہمیں سکھاتی ہے کہ باوجود سامانوں کے مہیا ہونے اور ضرورت کے ہم اُن چیزوں سے رُکے رہیں جن سے رُکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔اسلام میں ہر سال ایک ماہ تو بالالتزام یہ مشق کرائی جاتی ہے اور ایک طرح سے چار ماہ کے لئے یہ مشق ہوتی ہے کیونکہ عادت نبویؐ تھی کہ ہر دوشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے۔پھر ایام بیض (12-13-14) میں بھی روزہ رکھتے۔گویا ہر مہینے میں بالاوسط دس دن۔اس حساب سے روزہ کے لئے سال کے چار ماہ ہوتے ہیں۔اب خیال کرو کہ جو لوگ چار ماہ یہ مشق کرتے ہیں وہ رشوت کیونکر لیں گے۔ اَكْلِ بِالْبَاطِل کیوں کریں۔کوئی ضرورت انسان کو ان ضرورتوں سے بڑھ کر پیش نہیں آسکتی جو بقاء شخص و بقاء نوعی کے لئے ضروری ہیں۔جب ان ضرورتوں میں باوجود سامانوں کے مہیا ہونے اور کسی روک کے نہ ہونے کے صرف اللہ کی فرمانبرداری کے لئے محترز رہا تو پھر ایک صریح حرام امر کا کیوں مرتکب ہونے لگا''۔

۞:''سب کے بعد تقویٰ کی وہ راہ ہے جس کا نام روزہ ہے جس میں انسان شخصی اور نوعی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک وقتِ معیّن تک چھوڑتا ہے۔

اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔

روزہ کی غرض اور غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے۔اسی لئے فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾''۔

(حقائق الفرقان۔جلد اول۔صفحہ 301-302)

۞۞۞۞۞

اداریہ

## برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کارہائے نمایاں میں سے ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی، ارفع و اعلیٰ مقام کو دنیا پر واضح کیا اور نشانات و دلائل سے یہ ثابت کیا کہ ؎

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت قدسیہ جو قصوں کہانیوں تک محدود ہو کر رہ گئی تھی آپؑ نے اسے ہر قسم کی رحمت و برکت کا منبع و سرچشمہ ثابت فرمایا اور آپؐ کی غیر محدود فیض رسانی اور ختم نبوت کی حقیقت کو کماحقہٗ اجاگر کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی............ ۔سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی اُمّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اُس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ والسلام علی من اتبع الھدی"۔(سراج منیر)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

"اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقّانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے"۔(براہین احمدیہ)

"دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے۔ لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مرد خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾(الاحزاب:57)۔

ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔ صرف ہم ان نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء۔ سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گزشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا۔ کیونکہ صرف قصّوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصّے صحیح نہ ہوں کیونکہ اب ان کا نام و نشان نہیں۔ بلکہ ان گزشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا اور یقیناً نہیں سمجھ سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصّے حقیقت کے رنگ میں آ گئے۔ اب نہ ہم قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے۔ اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا۔ اور جو کچھ قصّوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔ پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے"۔

......ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج۔ وہ اندھیرے کے وقت میں ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔ وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصّہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفّاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔ کون صدق دل سے ہمارے پاس آیا جس نے اس نور کا مشاہدہ نہ کیا۔ اور کس نے صحت نیت سے اس دروازہ کو کھٹکھٹایا جو اس کے لئے کھولا نہ گیا۔ لیکن افسوس کہ اکثر انسانوں کی یہی عادت ہے کہ وہ سفلی زندگی کو پسند کر لیتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ نور ان کے اندر داخل ہو"۔(چشمۂ معرفت صفحہ288)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(عبدالباسط شاہد)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

## اللہ اکبر

(ایک رجزیہ گیت۔ ربوہ (پاکستان) میں احمدیہ پریس پر پابندی کے تناظر میں)

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(الاپ)

(۱)
لا ریب ہے زنجیرِ ستم موم کی زنجیر
رکھتے ہیں تپش لاوے کی سجدوں میں بہے نیر
ہے اپنا علمدار یقیں نعرۂ تکبیر
اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ

(۲)
پابندئ اظہار کے سو کھیل رچاؤ
انصاف کے چہرے پہ سبھی داغ لگاؤ
بھاری ہے سبھی مکروں پہ اللہ کی تدبیر
لا ریب ہے زنجیرِ ستم موم کی زنجیر
اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ

(۳)
جوتش میں اشارے ہیں نہ کاہن کو خبر ہے
یزداں کے نوشتوں کی عبارت ہی امر ہے
کب سمجھو گے تُم کاتبِ دیوار کی تحریر
لا ریب ہے زنجیرِ ستم موم کی زنجیر
اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ

(۴)
بے سُود ہیں وہ جتنے بھی تم ظلم کرو گے
قدموں پہ مسیحا کے بہر حال گرو گے
تم کیسے بدل سکتے ہو آئندہ کی تقدیر
لا ریب ہے زنجیرِ ستم موم کی زنجیر
اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ

(۵)
مولیٰ کے لئے کشتیاں سب اپنی جلا کر
بیٹھے ہیں درِ یار پہ ہم دھونی رما کر
چٹان ہیں چٹان پہ برساتے رہو تیر
لا ریب ہے زنجیرِ ستم موم کی زنجیر
اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ

(۶)
ہم نورِ خلافت کی ضیا پہنے ہوئے ہیں
اللہ کے خلیفہ کی دعا پہنے ہوئے ہیں
تم کیا ہو فقط اپنے اندھیروں کے عناں گیر
لا ریب ہے زنجیر ستم موم کی زنجیر
اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ

(۷)
ہم راہ کی دیوار دعاؤں سے گراتے
اک نعرۂ تکبیر بہر گام لگاتے
ہر موڑ پہ کر لیتے ہیں جالُوت کو تسخیر
لا ریب ہے زنجیرِ ستم موم کی زنجیر
رکھتے ہیں تپش لاوے کی سجدوں میں بہے نیر
اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ

(جمیل الرحمٰن۔ ہالینڈ)

❁❁❁❁❁

مسیحؑ نے وصیت میں مژدہ سنایا
سدا تم میں جاری خلافت رہے گی
اگر تم نے تقویٰ دلوں میں بسایا
تمہاری ہمیشہ سیادت رہے گی
اطاعت کریں گے خلیفہ کی جب تک
سدا ہم پہ ربّ کی عنایت رہے گی
خلافت بنائیں گے گر ڈھال اپنی
ہمیشہ ہماری حفاظت رہے گی

(خواجہ عبدالمومن۔ ناروے)

# روزوں کی برکات اور ہمارے فرائض

از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
10/جون 1983ء۔بمقام مسجد اقصیٰ۔ربوہ

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور رحمہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیات 184 تا 187 کی تلاوت کی اور پھر فرمایا:

”یہ جمعہ جو ہم آج پڑھ رہے ہیں یہ رمضان شریف سے پہلے آخری جمعہ ہے اور انشاء اللہ آئندہ جمعہ رمضان المبارک کے ایام میں آئے گا اس لئے آج کے خطبے کے لئے میں نے وہ آیات چنی ہیں جن کا تعلق رمضان المبارک سے ہے اور جن میں روزہ رکھنے سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں اور اس کے فوائد سے آگاہ کیا گیا ہے۔

## پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے کے دو مفہوم

سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ بتاتا ہے کہ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ایک تو یہ کہ پڑھنے والا یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرمارہا ہے کہ دیکھو، ہم صرف تم پر ہی سختی نہیں کر رہے بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی کافی سختی ہوئی تھی اس لئے جہاں وہ بے چارے روزوں میں پکڑے گئے وہاں تم بھی پکڑے جارہے ہو،تو کیا فرق پڑتا ہے۔لیکن یہ مفہوم ہرگز یہاں مراد نہیں ہے۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے پہلوں کو بھی ایک نعمت عطا کی تھی۔تم اس رسول کے ماننے والے ہو جس نے نعمتوں کو تمام کر دیا اور درجہ کمال تک پہنچا دیا اس لئے تمہارا زیادہ حق بنتا ہے کہ ہم یہ نعمت تمہیں عطا کریں۔﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کیونکہ روزوں کا نتیجہ تقویٰ ہے اور تقویٰ کی تعلیم سب سے زیادہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اس لئے ضرور تھا کہ پہلوں سے زیادہ شان کے ساتھ تم پر روزے فرض کئے جاتے۔

## گزشتہ مذاہب میں روزوں کے تصور کا قرآنی دعویٰ

﴿مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ میں قرآن کریم اس طرف بھی اشارہ فرمارہا ہے کہ کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جس میں روزے فرض نہ کئے گئے ہوں اور تاریخ میں اس کا ذکر ملتا ہے۔چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا اس مضمون پر لکھتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب آئے ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو روزے کے تصور سے خالی رہا ہو(انسائیکلوپیڈیا برٹینکا زیر لفظ Fasting)۔یہ تحقیق اگرچہ آج کے زمانہ میں آسان ہے کیونکہ ساری دنیا کے مختلف تاریخی حالات مجتمع ہو چکے ہیں اور کتابی صورتوں میں انسان کی دسترس میں آچکے ہیں مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بتایا جارہا تھا تو دنیا کے مذاہب کی بھاری اکثریت ایسی تھی جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع پانے کو کوئی بھی ذریعہ میسر نہیں تھا اس لئے سب سے پہلے تو توجہ اس طرف منعطف ہوتی ہے کہ عجیب شان کا رسولؐ ہے اور عجیب شان کا کلام اس پر نازل ہو رہا ہے کہ ساری دنیا کے متعلق ایک ایسا دعویٰ کرتا ہے جس کے متعلق کوئی عقلی وجہ موجود نہیں کہ وہ تحدی سے کیا جاسکے اور پھر وہ درست بھی ثابت ہو۔لیکن آج کے زمانے کا انسان جب کامل تحقیق اور ہر قسم کی جستجو کے بعد ایک نتیجہ نکالتا ہے تو وہ بعینہٖ وہی نتیجہ نکالتا ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آج سے چودہ سو سال پہلے بتادیا گیا تھا۔

جب آپ تحقیق کریں گے تو آپ کے سامنے دوسرا پہلو یہ آئے گا کہ جس باقاعدگی اور نظام کے ساتھ، جس تفصیل کے ساتھ اور جتنی زیادہ پابندیوں کے ساتھ مسلمانوں پر روزے فرض ہوئے ویسے کبھی کسی قوم پر فرض نہیں ہوئے۔بائبل میں روزوں کا ذکر ملتا ہے۔مثلاً دسویں محرم کے متعلق آتا ہے کہ یہ وہ دن تھا جب فرعون کے ظلموں سے بنی اسرائیل کو نجات دی گئی تھی۔چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں آتا ہے کہ اس دن کو یاد رکھو اور روزہ رکھو (احبار باب ۱۴:۲۹۔۳۴)۔لیکن روزوں کا پورا ایک مہینہ فرض ہونا پہلے کبھی کسی قوم میں نظر نہیں آتا۔علاوہ ازیں روزے کے متعلق جو تفصیلی ہدایات ہیں ان میں بھی بڑا فرق ہے۔بعض پرانے مذاہب میں روزہ اس شکل میں ملتا ہے کہ آگ پہ پکی ہوئی چیز نہیں کھانی، پھل جتنا چاہو کھالو، فلاں چیز نہیں کھانی اور فلاں نہیں کھانی، پانی پی سکتے ہو، دودھ پی سکتے ہو۔تو یہ روزہ اسلامی روزے کے مقابل پر محض برائے نام اور سرسری سا روزہ بن جاتا ہے۔پھر بعض مذاہب میں روزے کے ساتھ یہ بھی تاکید ہے کہ کام نہیں کرنا۔یہ بھی عجیب بات ہے کہ کام کا بھی روزہ ہے۔تو جس کو کام سے چھٹی مل جائے اس کا روزہ تو اور بھی آسان ہو جائے گا۔یعنی بظاہر یہ ایسی پابندی ہے جو اسلامی روزے میں نہیں ہے۔لیکن عملاً یہ پابندی نہیں ہے بلکہ رخصت لینے پر مجبور کر دیا گیا ہے کہ تم لوگ کمزور ہو تم میں طاقت نہیں ہے کہ دنیا کے کام کرو اور ساتھ روزہ بھی رکھ سکو اور اس کا حق بھی ادا کر سکو، ایسے لوگ بعد میں آئیں گے جو یہ کام کر سکیں گے۔

## اسلامی روزے کا مقصود

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی جو تعلیم دی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے کامل بھی ہے اور زیادہ مشقت طلب بھی ہے لیکن اس کے باوجود یہ وضاحت کر دی گئی کہ مشقت ڈالنا ہرگز مقصود نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کر دیتا ہے۔اس کی ضرورت بھی اس لئے پیش آئی کہ جب انسان اسلامی روزے کی تعلیم پر غور کرتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے کہ پہلے لوگوں پر اس کا عشر عشیر بھی فرض نہیں تھا اس لئے یہ وہم دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ سختیوں سے خوش ہوتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ میرے بندوں پر بوجھ پڑے اور وہ تنگی محسوس کریں اور اس کے نتیجے میں محض تنگی اور محض تکلیف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب بن جاتی ہے؟ جیسا کہ بعض مذاہب میں یہ تصور پایا جاتا ہے۔پس اللہ تعالیٰ وضاحت فرماتا ہے کہ ہرگز ایسا نہیں۔چنانچہ سہولتیں بھی دیتا چلا جاتا ہے اور پھر حکمتیں بھی بیان کرتا ہے کہ مقصد تقویٰ کو بڑھانا ہے۔مراد مقصود زندگی عطا کرنا ہے سختی پیدا کرنا ہرگز مراد نہیں۔یہ ضمنی چیز ہے۔مقصود بالذات نہیں ہے۔

﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ فرماتا ہے چند گنتی کے دن ہی تو ہیں۔سارے سال میں سے صرف ایک مہینہ ہے۔گویا موصی جو دسواں حصہ دیتا ہے اس سے بھی کم، البتہ اگر رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لیں تو پھر وصیت کا حق یعنی سال کا 1/10 بن جاتا ہے اور اس کا مضمون بھی پورا ہو جاتا ہے۔بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم پر یہ بہت معمولی بوجھ ہے اور جتنے فوائد ہیں ان کے مقابل پر یہ کچھ بھی نہیں ہے۔گنتی کے چند دن آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔بعض لوگوں کے دل میں خوف پیدا ہو رہا ہوتا ہے اور بعض لوگ ان دنوں سے یہ حسرتیں لے کر گزر رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں اگلے سال پھر یہ دن دیکھنے نصیب بھی ہوں گے یا نہیں۔مگر دونوں قسم کے لوگوں کے دن تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔سختی اور تنگی ترشی محسوس کرنے والوں کے دن بھی گزر جاتے ہیں اور دل میں حسرتیں لئے ہوئے لوگوں کے دن بھی گزر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ہیں وہ روزے جو تم پر فرض کئے گئے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا قرآن کریم فرماتا ہے سختی کی خاطر فرض نہیں کئے گئے۔اللہ تعالیٰ تم پر سختی وارد کرنے سے خوش نہیں ہوتا ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ﴾ تم میں سے جو بیمار ہو یا مسافر ہو ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ اس کے لئے فرض ہے کہ بعد کے دنوں میں روزوں کو پورا کرے۔اس میں ایک سہولت دے دی گئی۔سختی کے روزے مثلاً انتہائی گرمی کے روزے جو اب آنے والے ہیں ان میں کوئی شخص اگر بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر ہوتا ہے، اس پر یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ضرور انہی دنوں میں گرمی کی سختی میں روزے رکھے۔اگر وہ بعد میں سردیوں کے آسان روزے بھی رکھ لیتا ہے تب بھی اس کا فرض پورا ہو جاتا ہے۔اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سختی اللہ تعالیٰ کے پیش نظر نہیں۔

## روزے اور فدیہ

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ اس پر بہت سی بحثیں اٹھائی گئی ہیں کہ ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ سے کیا مراد ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اس کے جو مختلف پہلو ہیں وہ ہر امکان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔یہ کہنا درست نہیں ہے کہ بعض مفسرین کے معنی ٹھیک ہیں اور دوسرے مفسرین کے غلط۔امر واقعہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کے حالات میں دونوں قسم کے مواقع بلکہ کئی قسم کے ایسے مواقع پیدا ہوتے ہیں جن پر اس حصے کے مضمون کو پھیر کر منطبق کریں تو ہر موقع پر آیت چسپاں ہو جاتی ہے۔سب سے پہلے تو ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ مثبت ترجمہ ہے۔یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں۔فرمایا ہم رخصت تو تمہیں دے رہے ہیں۔بیمار ہو یا سفر پر ہو تو بے شک بعد میں روزے پورے کرلو لیکن روزہ نہ رکھنے کا تمہیں جو غم لگ جائے گا کہ سارے لوگ روزہ رکھ رہے ہیں اور ہم محروم رہ رہے ہیں، ہم تمہیں اس بوجھ کو ہلکا کرنے کی ایک ترکیب بتاتے ہیں کہ تم کسی غریب کو کھانا کھلا دیا کرو۔اس سے تمہیں جو لذت حاصل ہوگی وہ اس غم کو کم کر دے گی کہ تم روزہ نہیں رکھ سکے۔پس ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ سے یہ مراد ہے کہ جن کو طاقت ہو، جن کے اندر استطاعت ہو کہ وہ غریب کو کھانا کھلا سکیں ان کے لئے بڑی سہولت ہے کہ وہ یہ کام کریں۔اس طرح ان کا یہ غم کہ ہم روزے سے محروم رہ گئے کسی حد تک کم ہو جائے گا۔

لیکن اس ترجمے پر بعض دوسرے مفسرین کو اعتراض ہے کہ ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ میں ضمیر ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ کی طرف پھیری گئی ہے لیکن اس کا ذکر بعد میں آرہا ہے اور یہ اعلیٰ ادبی تقاضوں کے خلاف ہے کہ جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ بعد میں آئے اور ضمیر اس کی طرف پہلے پھیر دیں اس لئے انہوں نے کہا کہ یہ فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔دوسرے ان کو یہ اعتراض بھی پیدا ہوا کہ اگر ”ہٗ“ کی ضمیر ﴿فِدْيَةٌ﴾ کی طرف پھیریں تو فدیہ تو مونث ہے لیکن ضمیر مذکر کی پھیری گئی ہے یعنی ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ میں ”ہٗ“ مذکر کے لئے ہے اگر مونث کی طرف ضمیر پھیرنی ہو تو ﴿يُطِيْقُوْنَهَا﴾ چاہئے تھا۔

ان دونوں باتوں کا بہترین جواب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے دیا ہے۔آپ کہتے ہیں کہ جہاں تک اول الذکر اعتراض کا تعلق ہے۔﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ نحوی لحاظ سے باعتبار رتبہ کے مقدم ہے گویا فی الحقیقت مبتداء ہے جو بہرحال پہلے ہوتا ہے اور یہ متعلق خبر ہے۔یہ عربی کی بحث ہے زیادہ تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا مگر مختصراً یہ کہ اس اعتراض کو انہوں نے یہ کہہ کر حل کر دیا کہ فِدْيَةٌ کا مقام باعتبار رتبے کے پہلا ہے کیونکہ متبداء کا اصل مقام ہمیشہ پہلے ہی ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ جملوں میں بعض قوانین کے تابع تقدیم تاخیر ہو جاتی ہے۔اس لئے یہ اعتراض رد ہو جاتا ہے اور فصاحت و بلاغت پر اس کا کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔

دوسرے اعتراض کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اگرچہ لفظ ﴿فِدْيَةٌ﴾ مؤنث ہے مگر ﴿طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ اس کا بدل یعنی قائم مقام ہے جو مذکر ہے اور اصل مراد طعام مسکین ہے یعنی غریب کو کھانا کھلانا ﴿فِدْيَةٌ﴾ کا معنی ہوگا بطور فدیہ غریب کو کھانا کھلانا۔پس چونکہ اصل ﴿طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مذکر کی ضمیر اس طرف پھیر دی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ دو وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ایک تیسری وجہ جو انہوں نے بیان نہیں فرمائی وہ واضح ہے کہ اگر مؤنث کی ضمیر پھیری جاتی تو دوسرے معانی جو اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا تھا وہ پیدا نہ ہو سکتے کیونکہ پھر ضمیر صیام کی طرف نہیں پھر سکتی تھی اور اس میں بھی ایک نئے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔اس لئے یہ فصاحت و بلاغت کا کمال ہے نہ کہ فصاحت و بلاغت سے گرنا کہ ضمیر کو اس طرح چنا گیا کہ بظاہر جو

مونث ہے اس کی طرف بھی پھیری جا سکتی ہے اور جو مذکر ہے اس کی طرف بھی جاتی ہے اور مضمون میں بڑی وسعت پیدا ہو جاتی ہے (الفوز الکبیر:صفحہ۱۸)

اگر یہ کہا جائے کہ ﴿ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ سے مراد روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو اس سے تو مضمون الٹ پلٹ اور بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہ تو بڑی واضح اور سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ ﴿ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ سے مراد ﴿فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ﴾ ہے اور خدا تعالیٰ یہ فرمانا چاہتا ہے کہ وہ لوگ جو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتے ہوں ان کو ہم یہ نصیحت کرتے ہیں کہ جن دنوں وہ روزہ نہ رکھ سکیں وہ غریبوں کو کھانا کھلائیں تا کہ ان کو تسکین ملے کہ وہ بھی کسی نہ کسی رنگ میں عبادت میں شامل ہیں۔ مگر اس کے کیا معنی ہوئے کہ جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ کھانا کھلائیں۔ جو روزے کی طاقت رکھتے ہیں کا جواب تو یہ ہونا چاہئے کہ وہ روزہ رکھیں نہ کہ دوسروں کو کھانا کھلا کر چھٹی کر جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ﴿یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ جو طاقت نہ رکھتے ہوں۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۷)

بعض مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں لیکن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دوں گا۔ ﴿ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ ایک ایسا فعل ہے جس میں منفی معنی بھی پائے جاتے ہیں کیونکہ باب افعال میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ بعض دفعہ وہ مثبت معنی دیتا ہے اور بعض دفعہ وہی باب منفی معنی بھی دے دیتا ہے۔ اس لحاظ سے جب ﴿ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ میں ''ہٗ'' کی ضمیر صیام کی طرف پھیری جائے گی تو یہ مطلب بنے گا کہ وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ غریب کو کھانا کھلائیں۔ لیکن اس کا کیا مطلب ہے کہ جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے وہ غریب کو کھانا کھلائیں؟ کیونکہ جو طاقت نہیں رکھتے ان کو تو اللہ تعالیٰ چھٹی دے چکا ہے کہ وہ بعد میں روزے رکھیں۔ اس میں دراصل ایک اور مضمون پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد میں ہر آدمی روزہ نہیں رکھ سکتا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو وقتی بیمار ہوتے ہیں۔ چند دن بیمار ہوئے پھر صحت ہو گئی اور ان کو یہ تسلی ہو گئی کہ ہم بعد میں روزے رکھ لیں گے اور دراصل ان کا روزہ رکھنا ہی پہلے روزوں کا فدیہ ہے۔ پھر مسافر ہوتے ہیں جن کو عارضی سفر لاحق ہے اس کے بعد وہ فارغ ہو جاتے ہیں۔ لیکن کچھ بیمار ایسے ہوں گے جو دائم المرض ہیں یا عمر کے ایسے حصے کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ روزے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ وہ کیا کریں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے لئے بھی میں ایک تسلی کا سامان رکھتا ہوں۔ وہ یہ دکھ محسوس نہ کریں کہ اب ہم کبھی بھی روزہ نہیں رکھ سکیں گے۔ وہ غریبوں کو کھانا کھلائیں اور اس طرح ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔

## روزہ نام ہے غریب کے ساتھ دکھ بانٹنے کا

سوال یہ ہے کہ روزے اور غریب کو کھانا کھلانے کا کیا تعلق ہے؟ وہ تعلق دراصل یہ ہے کہ روزے میں انسان خود غریب بنتا ہے اور غریب کا دکھ بانٹ رہا ہوتا ہے۔ پھر روزے کا ایک یہ پہلو بھی ہے کہ جب وہ غریب کو کھانا کھلاتا ہے تو اپنا سکھ اسے دے رہا ہوتا ہے۔ دونوں جگہ غریب کو فائدہ پہنچ رہا ہوتا ہے۔ پس روزے کے بے شمار فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے امراء جن کو وافر اور کئی انواع کا کھانا میسر ہے وہ اگر روزہ نہ رکھیں تو ساری عمر ان کو پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ بھوکے پیٹ کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ شدید پیاس میں مبتلا انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ بھوکا ہو اور پھر کام کر رہا ہو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ امیر جان نہیں سکتا کہ بھوک بعض دفعہ کام پر مجبور کر رہی ہوتی ہے کیونکہ کام کے بغیر بھوک نہیں مٹتی۔ جتنا زیادہ کام کرتا ہے اتنی زیادہ بھوک بھڑکتی ہے۔ یہ سارے احساسات اور کیفیات ایسی ہیں کہ جب تک کوئی ان میں سے نہ گزرے اس کو ان کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

دنیا کی باقی قوموں میں کوئی ایسا جبری نظام نہیں ہے کہ ہر امیر کو مجبور کر دیا جائے کہ کم از کم ایک مہینہ اپنے غریب بھائیوں کا دکھ محسوس کرو اور ان کا دکھ اپنے اوپر وارد کرو تا کہ تمہیں احساس ہو کہ معاشرہ کیا ہوتا ہے؟ اسلامی روزہ یہ احساس پیدا کرتا ہے جو روزہ رکھنے والے ہیں وہ جب کسی سے مزدوری لے رہے ہوتے ہیں تو ان کے دل کی اور کیفیت ہوتی ہے جو بے روزگار ہیں جن کو کوئی اندازہ ہی نہیں کہ بھوک کیا ہوتی ہے اور بھوک سے کام میں کیا مشکل پڑتی ہے ان کے دل کی اور کیفیت ہوتی ہے۔ اول الذکر یعنی جو روزہ رکھنے والے ہیں اور کام لے رہے ہوتے ہیں ان کے احساس کے نتیجے میں معاشرے میں بڑا حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ معاشرے میں انسانی قدریں آ جاتی ہیں۔ غریب اور امیر میں دوری بڑھتی نہیں بلکہ فاصلے کم ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات وہ مزدوروں کو خود روکتے ہیں کہ ٹھہرو، ہم تمہیں پانی پلاتے ہیں، ہم تمہارے لئے کھانے کا انتظام کرتے ہیں، ایسی سہولتیں مہیا کرتے ہیں جو ان کے Contract یا معاہدے میں شامل نہیں ہوتیں۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کم از کم ایک مہینہ روزے کی ٹریننگ دے چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سے دوری کی بجائے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے لیکن بعض ظالم ایسے ہیں (اور بڑی کثرت سے ایسے لوگ ملتے ہیں) جو مزدور سے کام لے رہے ہوتے ہیں اور ساتھ گالیاں بھی دے رہے ہوتے ہیں کہ تم سے چلا نہیں جاتا، دوڑو، تیزی سے کام کرو، اپنا وقت پورا کرو۔ حالانکہ اس غریب کے پیٹ میں روٹی نہیں ہوتی۔ کمزوری محسوس ہو رہی ہوتی ہے۔ گرمی میں اور سردی میں اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے اور یہ ظالم پوری طرح بے حس اور بے تعلق ہو کر مزدوروں سے زبردستی کام لے رہے ہوتے ہیں گویا وہ کسی دوسری دنیا کی مشین ہیں۔

پس انسانی قدروں کو بڑھانے کے لئے روزہ ایک بہت ہی اہم چیز ہے۔ روزہ نام ہے غریب کے ساتھ دکھ بانٹنے کا۔ جب آپ مجبوراً دکھ نہیں بانٹ سکتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر سکھ بانٹو۔ اپنے سکھ غریبوں کو دو اور اس طرح ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ جو نعمتیں تمہیں ملی ہیں وہ ان کو بھی عطا کرو۔ چنانچہ فدیے میں یہ روح رکھی کہ ہر شخص اپنی توفیق کے مطابق فدیہ دے۔ فدیہ جس کو دینا ہے اس کی حیثیت کے مطابق نہیں دینا۔ اس فلسفے کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر بڑا نمایاں کر دیا ہے کہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس غریب کو تو ایک روٹی اور پیاز کافی ہے اس لئے میں ایک روٹی اور پیاز دے دوں گا اور میرا فدیہ پورا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ سکھ تو نہ بانٹا گیا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے سکھوں میں غریبوں کو شریک کرو اگر تم اپنے لئے اعلیٰ نعمتیں استعمال کرو اور نہایت اونچی قسم کے کھانے کھاؤ تو فدیہ تب ہو گا جب غریبوں کو بھی ویسا ہی کھانا کھلاؤ تا کہ ان کو بھی اندازہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیا کیا نعمتیں دی ہوئی ہیں ان کو بھی اپنے ساتھ شریک کریں۔ سارا سال نہ سہی ایک مہینہ ہی وہ تمہارے ساتھ شریک ہو جائیں۔ پس بہت سے جو مصالح ہیں ان میں سے یہ ایک دو مصالح ہیں جن کا ﴿وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ﴾ میں ذکر ہے۔

﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ﴾ فدیہ ان پر فرض ہو گا جو روزہ نہیں رکھ سکتے۔ ﴿وَعَلَی الَّذِیْنَ﴾ میں جو فرض کے معنی پائے جاتے ہیں ان کا تعلق ﴿ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ کے منفی معنوں کے ساتھ ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایسے اشخاص جو روزے کی طاقت سے مستقلاً محروم ہو چکے ہیں ان کو لازماً فدیہ دے کر روزے کا حق ادا کرنے کا ایک اور طریق اختیار کرنا چاہئے اور یہ ان پر لازم ہے جن کے اندر فدیہ دینے کی طاقت ہے۔ اگر اتنا غریب ہے کہ اپنے لئے بھی کھانا میسر نہیں تو اس کو اللہ تعالیٰ مستغنی فرما دیتا ہے۔ اس آیت میں یہ دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔ اب فرمایا کہ ہم جانتے ہیں ہمارے بندوں میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جو بعد میں روزہ رکھ بھی سکتے ہوں تب بھی ان کو بے قراری ہو گی کہ ہم کیوں محروم رہ رہے ہیں۔ فرمایا ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا﴾ ایسی اطاعت کی روح رکھنے والے جو اطاعت کی روح میں درجہ کمال رکھتے ہیں، خدمت کے کاموں میں پیش پیش ہیں اور دین کے کاموں میں آگے بڑھنے والے ہیں، اگر وہ اپنی طرف سے فدیہ دینا چاہیں تو ان کے لئے منع تو نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ جب وہ روزہ چھوڑیں تو فدیہ دیں۔ اس طرح ہم ان کو اس لذت میں شریک کر لیتے ہیں ﴿ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ﴾ اور یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ ان کے لئے بہتر ہو گا یعنی ساتھ فدیے کا طوعی نظام بھی جاری فرما دیا۔

﴿ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌلَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ یہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو جھنجھوڑا ہے۔ بہت سے بیمار ایسے ہیں جو دل کے بھی بیمار ہوتے ہیں۔ بہت سے بیمار ایسے ہوتے ہیں جو جسم سے زیادہ روح کے بیمار ہوتے ہیں ان کو روزہ چھوڑنے کا بہانہ چاہئے۔ ان کو چھینک آ جائے تو وہ سمجھتے ہیں روزہ چھوڑ دینا چاہئے۔ ان کی طبیعت ذرا اداس ہو جائے تو وہ سمجھتے ہیں بیمار ہو گئے ہیں، روزہ چھوڑ دینا چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ چھوڑ دینے کی جو اجازت ہے وہ تمہارے لئے نقصان کا سودا ہے فائدے کا سودا نہیں ہے۔ تمہاری مجبوریوں کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالیٰ نے روزہ چھوڑنے کی اجازت دی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو روزہ رکھتا ہے وہ اس آدمی کی نسبت بہت بہتر ہے جو مجبوراً روزہ چھوڑتا ہے اس لئے عقل سے کام لینا اور اپنے فائدے کے خلاف کوئی فعل نہ کرنا۔ اپنے نفس کے خلاف فیصلہ نہ کر دینا کہ بظاہر تم آسانی میں پڑ رہے ہو لیکن حقیقت میں بہت بڑا گھاٹا کھا رہے ہو۔

## روزہ کی جزا

وقت کی رعایت سے اس وقت میں درمیانی حصے کو ترک کر رہا ہوں اور آخری حصہ جو مدعا اور مقصود اور مطلوب ہے روزوں کا اس کو بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْب﴾ کہ جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ میں کہاں ہوں اور مجھے کیسے پایا جا سکتا ہے؟ ﴿ فَاِنِّیْ قَرِیْب﴾ تو تیرے جواب دینے سے پہلے ہم ان کو بتا رہے ہیں کہ میں ان کے قریب ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے رسولؐ! تو ان سے کہہ دے کہ میں قریب ہوں بلکہ فرمایا میں خود کہتا ہوں کہ میں قریب ہوں ﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ میں ان کی دعوت کا جواب دیتا ہوں، ان کی پکار کو سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں لیکن یہ یکطرفہ راستہ نہیں ہے۔ وہ یہ نہ سمجھیں گویا اللہ تعالیٰ ان کا نوکر بن گیا ہے کہ وہ حکم دیتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ منظور کرتا چلا جائے گا۔ فرمایا یہ تعلق کا دوطرفہ رستہ ہے۔ ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِی﴾ وہ میری باتوں کا بھی جواب دیا کریں اور ان کے فوائد کی خاطر جو نصیحتیں میں ان کو کرتا ہوں ان پر عمل کیا کریں، تب یہ رشتہ چلے گا اور یہ نصیحتیں وہ ہیں جو اس سے پہلے روزے کے متعلق کی جا چکی ہیں۔

الغرض روزے کا اللہ تعالیٰ خود جواب ہے وہ خود اس کا پھل ہے اور اسی پھل کی طرف مذکورہ بالا آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ فرمایا اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو روزے کی عبادت اختیار کرو یہ کامل عبادت ہے۔ اس عبادت کے بعد تم سب سے اعلیٰ جنتیں حاصل کر لو گے اور وہ میری رضا کی جنتیں ہیں۔ دنیا میں کوئی عبادت بھی ایسی متصور نہیں ہو سکتی جو ساری عبادتوں کی جامع ہو سوائے روزے کے۔ اس میں ہر چیز آ جاتی ہے۔ بدنی، جسمانی، جذباتی، روحانی غرض عبادت کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو روزے میں نہ آتا ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ خود روزے کا مقصود بن جاتا ہے۔

اس مضمون کی احادیث تو بکثرت ملتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں اس طرف کہاں اشارہ ہے؟ سو اول تو یہاں، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، روزے کا مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات کو قرار دیا گیا ہے، روزوں کے حکم کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو رکھ دیا۔ فرمایا اگر روزے رکھو گے تو میں تمہارے قریب آ جاؤں گا، اگر عبادتوں کا حق ادا کرو گے تو میں تمہارے پاس ہوں گا لیکن اس سے پہلے جو آیات گزری ہیں ان میں بھی اس مضمون کو بڑے عجیب طریق پر بیان فرمایا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ۔ ھُدًی لِّلنَّاس﴾۔ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ اس پر بہت سے علماء نے بحث اٹھائی کہ قرآن کریم کا آغاز تو ہو سکتا ہے رمضان شریف میں ہوا ہو لیکن یہ کہنا کہ رمضان میں ہی قرآن اتارا گیا، درست نہیں ہے۔ قرآن کریم تو نبوت کے سالوں میں مختلف وقتوں میں اترتا رہا ہے۔ اس کا جواب بعض مفسرین نے یہ دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ رمضان میں ایک دفعہ پورے کا پورا قرآن نازل ہو جایا کرتا تھا جبکہ سال کے باقی حصے میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ پس ﴿اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰن﴾ سے مراد یہ ہو گی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل رمضان شریف میں قرآن دہرایا کرتا تھا یہاں تک کہ جب

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

## خطبہ جمعہ

# ہر احمدی کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو فرائض اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ان کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔

## اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔اس معاشرے میں جہاں قدم قدم پر گند اور بے حیائی ہے اپنے آپ کو اس سے بچائیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ09/ستمبر 2005ء (09/تبوک 1384ہجری شمسی) بمقام مسجد نصرت جہاں۔کوپن ہیگن (ڈنمارک)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

(الصف:11-12)

آپ میں سے جو یہاں اس ملک میں آباد ہیں، بہت سے ایسے ہیں بلکہ شاید چند ایک کے سوا اکثریت ایسوں کی ہے جن کے باپ دادا کو، بزرگوں کو، اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ان کی نیکیوں کے سبب، ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ انبیاء پر ایمان اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفر کی حالت میں بھی کی گئی نیکیوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور ان کا بدلہ دیتا ہے۔

کہتے ہیں ایک بوڑھا جو آگ کو پوجنے والا تھا، شدید بارش کے دنوں میں ایک دفعہ جبکہ کئی دن سے بارش پڑ رہی تھی، ہر طرف پانی ہی پانی کھڑا تھا، پرندوں کو دانہ کھانے کے لئے کوئی جگہ میسر نہیں تھی۔تو وہ بوڑھا آتش پرست اپنے گھر کی چھت پہ کھڑا پرندوں کو دانہ ڈال رہا تھا، دانہ پھینک رہا تھا کہ پرندے آ کے کھالیں۔کسی نے دیکھ کر کہا کہ تم آتش پرست ہو، تمہیں اس کا کیا ثواب ملے گا، اگر مسلمان ہوتے تو اس نیکی کا ثواب بھی تمہیں ملتا۔اس آتش پرست نے، آگ کو پوجنے والے نے کہا کہ ثواب تم نے تو نہیں دینا، تمہیں کیا پتہ خدا میرے ساتھ کیا سلوک کرے، کیونکہ ہر مذہب والے کے دل میں فطرتی طور پر خدا کا تصور بہرحال ہوتا ہے۔ پھر ایک دفعہ یہی مسلمان جس نے اس آتش پرست کو یہ بات کہی تھی، حج کرنے گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ آتش پرست بھی وہاں حج کر رہا تھا۔اس نے پوچھا تم یہاں کس طرح آ گئے؟ تو اس آتش پرست نے جواب دیا کہ مَیں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اگر یہ میری نیکی ہے تو اس کا اجر مجھے ضرور ملے گا۔دیکھو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی صورت میں اس کا اجر مجھے دیا اور آج میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حج بھی کر رہا ہوں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی ضائع نہیں کرتا۔پس جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی توفیق ملی، آپ سے براہ راست فیض پانے کی توفیق ملی اور یوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق عمل کر کے پہلوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ملنے کی توفیق پائی اور اس طرح صحابہ کا درجہ پایا۔پس یقیناً ان میں نیکی تھی، ان میں اسلام کی گرتی ہوئی حالت دیکھ کر ایک فکر کی کیفیت تھی۔ ان میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی ایک تڑپ تھی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکیوں اور ان کی اس تڑپ کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے، آپ پر ایمان لانے اور پھر اس ایمان پر مضبوط ہوتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائی۔

پھر خلافت اولیٰ اور خلافت ثانیہ کے ابتدائی زمانے میں آپ میں سے بعض کے باپ دادا نے، بزرگوں نے بیعت کی، احمدیت قبول کی۔اللہ تعالیٰ نے ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔پس ان بزرگوں نے ان نیکیوں کا صلہ پایا جو انہوں نے پہلے کبھی کی تھیں۔اور یقیناً انہوں نے یہ دعائیں بھی کی ہوں گی کہ ان کی اولادیں بھی اس نعمت سے فیضیاب ہوتی رہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں آپ کے ماننے والوں کی معاشی حالت اتنی اچھی نہیں تھی بلکہ اکثریت معاشی لحاظ سے، مالی لحاظ سے کمزور طبقے سے آئے ہوؤں کی تھی۔اور انبیاء کو عموماً معاشی لحاظ سے کمزور لوگ ہی مانتے ہیں۔کیونکہ عموماً ان میں خوف خدا زیادہ ہوتا ہے۔بہرحال بات ہو رہی تھی ان پہلے ایمان لانے والوں کی جن کی آپ میں سے اکثریت اولادیں ہیں۔آج ان مغربی ملکوں میں آ کر آپ کے معاشی حالات پہلے سے بہت بہتر ہو گئے ہیں۔لیکن ان معاشی حالات کی بہتری یا آپ کے کاروباروں یا کام میں زیادتی آپ کو ان نیکیوں سے دور نہ لے جائے جن کی وجہ سے آپ کے بزرگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق ملی۔

وہ بزرگ تو نیکیوں پر قدم مارتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، نیک اعمال بجالاتے ہوئے اور دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ لیکن اب آگے ہمارا، ان کی اولادوں کا، فرض بنتا ہے کہ ان کی نیکیوں کو قائم کرنے کی ہر دم کوشش کریں، ہر وقت کوشش کریں۔ان بزرگوں کی قربانیوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔آج ہمارے معاشی حالات کی بہتری اور بعض سہولتیں اور آسائشیں ہمیں اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کر دیں۔اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جائے تو پھر شیطان کے قبضے میں چلا جاتا ہے، بہت سی برائیوں میں ملوث ہو جاتا ہے اور ہوش اس وقت آتا ہے جب انتہائی ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوتے ہیں۔اولاد برباد ہو رہی ہوتی ہے۔اس وقت خیال آتا ہے کہ ہم سے بڑی غلطی ہوئی۔ہم دنیاداری میں پڑ کر دین کو بھول گئے، اپنے خدا کو بھول گئے۔ اس کے حضور جھکنے کی بجائے ہم نے اپنے کاموں، اپنے کاروباروں، اپنی نوکریوں کو زیادہ اہمیت دی۔لیکن جب یہ حالت ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں کف افسوس ملنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، پھر افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے اسی لئے ہمیں قرآن کریم میں بے شمار جگہ اپنی ایمانی حالت کو درست کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور اس کے لئے مختلف راستے دکھائے ہیں کہ کس کس طرح تم اپنی ایمانی حالت کو درست رکھ سکتے ہو۔اور نتیجۃً آگ کے عذاب سے بچ سکتے ہو۔

جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں دو باتوں کا ذکر ہے۔ایمان لانے والوں کو فرمایا کہ: ایمان لانے کے بعد تمہاری یہ حالت نہ ہو جائے کہ پھر تم آگ کے گڑھے میں چلے جاؤ۔اور اس سے بچنے کے لئے فرمایا کہ: جو تجارت تمہیں آگ کے عذاب سے بچانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہو گی اس کے بارے میں مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔وہ تجارت ہے جان اور مال اللہ کی راہ میں قربان کرنا، جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری بھی دی کہ تم مسیح و مہدی کو مان کر، اس پر ایمان لا کر پہلوں سے مل سکتے ہو۔صحابہ سے مل سکتے ہو۔تو صحابہ کے مال و جان کی قربانی کے معیار بہت بلند تھے ان پر بھی تو قدم مارنا ہو گا۔اس زمانے میں جس صورت میں ہمیں پہلوں سے ملنے کی خوشخبری دی ہے وہاں ایسی صورت میں کھیل کود اور تجارت کا ذکر کر کے نصیحت بھی کی ہے کہ اللہ کے پاس جو فوائد ہیں، ایمانی حالت میں

ترقی کر کے جو فوائد تمہیں پہنچیں گے وہ کھیل کود اور دنیاوی کاموں سے بہت بڑے ہیں۔ اس زمانے میں کھیل کود کی بھی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ اگر کھیل کے میدان میں نہ بھی جائیں تو گھر بیٹھے ہی کمپیوٹر کے اوپر، ٹیلی ویژن کے اوپر، یا اور اس طرح کی چیزیں ہیں، ایسی دلچسپی کی چیزیں ہیں جو اسی زمرے میں آتی ہیں، جن میں آدمی ایک دفعہ لگ جائے تو اٹھنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ بعض کمپیوٹر والوں کو تو ایک طرح کا نشہ ہے۔ جب آدمی اس پر بیٹھا ہو تو بھول جاتا ہے کہ نماز کا وقت بھی ہو گیا ہے یا نہیں، جمعہ پر بھی جانا ہے کہ نہیں۔ پھر تجارتیں ہیں، کام ہیں، نوکریاں ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا، یہ چیزیں بھی نمازوں سے، جمعوں سے، عبادتوں سے، غافل کرنے والی ہیں اور آہستہ آہستہ جب انسان ان میں بہت زیادہ انوالو (Involve) ہو جاتا ہے تو پھر ایمان بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اگر انسان ایک جمعہ نہیں پڑھتا تو دل کا ایک حصہ سیاہ ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ جمعے چھوڑتے چلے جانے سے پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ تو جمعوں کی اہمیت، جمعہ پڑھنے کی اہمیت ہر احمدی کے دل میں ہونی چاہئے۔ اور کوئی پروگرام، کوئی کھیل کود، کوئی کام یا کاروبار جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں حائل نہیں ہونا چاہئے۔

اس دن کے بابرکت ہونے کا، دعاؤں کی قبولیت کا اندازہ آپ اس حدیث سے کر سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جب مسلمان کو اس میں ایسا وقت ملتا ہے اور جب وہ کھڑا ہو کے نماز پڑھ رہا ہو، تو جو دعا وہ کرے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے۔ آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ چھوٹا سا وقت ہوتا ہے، بہت مختصر وقت ہوتا ہے، اس لئے جو لوگ مختصر وقت کے لئے، آخری وقت میں جب خطبہ ختم ہونے والا ہو، جمعہ پڑھنے آتے ہیں کہ جلدی جلدی نماز سے فارغ ہو کر اپنے کام پر چلے جائیں گے یا اپنی کھیل کود کو چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے بے دلی سے مسجد میں آتے ہیں کہ جلدی جلدی فارغ ہو کر چلے جائیں گے۔ تو ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو خطبہ ہے یہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ اس لئے جمعہ کی نماز کی دو رکعتیں کی گئی ہیں۔ ان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت یاد رکھنی چاہئے۔ اس خوشخبری سے فائدہ اٹھانا چاہئے کہ دعاؤں کا وقت میسر آتا ہے اور کس کو دعاؤں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے جمعہ کی نماز پر بڑی توجہ سے، پابندی سے آنا چاہئے۔ اس پابندی سے آئیں گے، اس کوشش سے آئیں گے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ آپ کی دعائیں بھی قبولیت کا شرف پا رہی ہوں گی۔ اور دنیاوی فوائد بھی آپ کو حاصل ہو رہے ہوں گے۔ پس ہر احمدی کو یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو فرائض اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ان کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔

آج کل نفس کا جہاد یہی ہے کہ دنیاوی فوائد بھی اگر ہو رہے ہوں تو یاد رکھو کہ یہ عارضی فوائد ہیں اس لئے دین کی خاطر ان عارضی فوائد کی پرواہ نہیں کرنی۔ پھر نفس کے جہاد میں تمام قسم کی برائیوں کو چھوڑنے کا جہاد ہے۔ حقوق العباد ادا کرنے کے لئے جہاد ہے۔ تب کہا جا سکتا ہے کہ ہم ایمان لانے والے ہیں، ہم اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں۔ عہد تو ہم یہ کرتے ہیں کہ اے مسیح موعود! (علیہ السلام) تیری جماعت میں شامل ہونے کے بعد خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے لیکن ہمارے عمل اس کے الٹ ہوں، ہماری برادریاں، ہماری رشتہ داریاں، ہماری دوستیاں، ہم پر جماعتی وقار سے زیادہ حاوی ہو جائیں، ہماری انائیں جماعتی عزت پر حاوی ہو جائیں اگر یہ باتیں ہم میں ہیں تو یہ سب دعوے اور یہ سب عہد جھوٹے ہیں۔

پس ہر احمدی گہرائی میں جا کر اپنا جائزہ لے کہ کیا وہ اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہے؟ اور فی زمانہ اپنی جان قربان کرنے کا مطلب اپنے نفس کی قربانی ہے۔ اور نفس کی قربانی جماعت کا وقار قائم کرنے کے لئے بھی دینی ہوگی۔ اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے لئے بھی دینی ہو گی۔ جھوٹی اناؤں اور عزتوں کو ختم کرنے کے لئے بھی دینی ہوگی۔ پھر مال کا جہاد ہے، مالی قربانی ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ جو مالی کشائش اللہ تعالیٰ نے آپ میں پیدا کی ہے کیا اس کے مطابق چندوں کی ادائیگی کر رہے ہیں؟ دنیاوی خواہشیں تو کبھی ختم نہیں ہوتیں۔ ایک کے بعد دوسری خواہش تیار ہوتی ہے۔


**www.Budget-Hardware.de**

—— Web Designing ——

Callshop اور Internet Cafe's

نیز کمپیوٹر کا ہر قسم کا سامان ارزاں نرخوں پر دستیاب ہے

+49 179 9702505 +49 611 58027984

**info@budget-hardware.de** **www.budget-hardware.de**


لیکن اگر ہر احمدی، کمانے والا احمدی، اپنے اوپر فرض کر لے کہ میری آمد کا سولہواں حصہ میرا نہیں ہے بلکہ جماعت کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مَیں نے جماعت کو دینا ہے تو مجھے یقین ہے آپ کے بجٹ یہاں بھی کئی گنا بڑھ سکتے ہیں۔

الحمدللہ کہ وصیت کرنے کی تحریک کے بعد سے آپ کے موصی صاحبان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ چار گنا تقریباً۔ بارہ سے چوالیس ہو گئے ہیں۔ چھوٹی سی جماعت ہے۔ گو اتنی چھوٹی بھی نہیں۔ ابھی بہت گنجائش باقی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے یہ اضافہ بھی بالکل نوجوانوں اور عورتوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ ابھی میں نے جائزہ نہیں لیا، جب جائزہ لیا جائے گا تو پتہ لگ جائے گا کہ صورت حال کیا ہے۔ تو بڑی عمر کے اور اچھا کمانے والے جو لوگ ہیں ان کو بھی وصیت کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ الحمدللہ یہ بات مجھے نظر آئی ہے کہ نوجوان بچے اور بچیاں احمدیت سے رشتے اور تعلق میں زیادہ بڑھ رہے ہیں۔ اللہ ان کے ایمان میں مزید ترقی دے لیکن بعض دفعہ بعض بڑوں کی حرکتوں کی وجہ سے نوجوانوں کو ٹھوکر بھی لگ سکتی ہے۔ اس لئے نوجوانوں کے اس تعلق اور اخلاص میں بڑھنے کی وجہ سے جماعت کے بڑوں پر اور زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان کو اور زیادہ فکر سے اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں تا کہ کبھی کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ اپنے نفس کی قربانیوں میں اور زیادہ ترقی کریں۔ اپنی مالی قربانیوں میں اور زیادہ ترقی کریں۔ اپنے بزرگوں کے نمونوں کو بھی دیکھیں، اپنے پہلے حالات پر بھی نظر رکھیں اور اپنے موجودہ حالات پر بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اور شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں اپنے پر اظہار ہو رہا ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی خاطر دینے کا بھی اظہار ہو رہا ہو۔ اور ہر قسم کی قربانی میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اپنی اگلی نسل کے لئے بھی نیک نمونے قائم کریں۔ یہی باتیں ہیں جو آپ کے ایمان میں ترقی کا بھی باعث بنیں گی اور احمدیت کی نوجوان نسل کے جماعت کے ساتھ بہتر تعلق اور نیکیوں میں بڑھنے کا بھی باعث بنیں گی۔ نوجوانوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ آپ لوگ جو اپنے ہوش و حواس کی عمر میں ہیں۔ جماعت سے اپنے تعلق کو مزید پختہ کریں۔ اپنے نمونے قائم کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کریں۔ اگر برائی کسی میں دیکھتے ہیں تو اس پر اعتراض شروع کر کے اس پر ٹھوکر نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ اس معاشرے میں جہاں قدم قدم پر گند اور بے حیائی ہے اپنے آپ کو اس سے بچائیں۔ اللہ کے حضور جھکنے والے بنیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے بنیں۔ کیونکہ یہی چیز ہے جس سے آپ کا خدا تعالیٰ سے مزید پختہ تعلق پیدا ہوگا۔ مزید مضبوط تعلق پیدا ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے گا تو پھر نیکیوں میں قدم آگے بڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا مزید فہم اور ادراک پیدا ہوگا۔ ایمان میں مزید ترقی ہوگی۔

صرف اس بات پر ہمیں خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان لیا ہے اور بس کافی ہے۔ یہ تو ماننے کے بعد ایک پہلا قدم ہے۔ ایمان میں ترقی ہوگی تو مومن کہلائیں گے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی بعض ان پڑھ جاہل لوگوں کو یہ جواب دیا تھا کہ ٹھیک ہے تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا اور تم مسلمان ہو گئے لیکن ایمان کے اعلیٰ معیار تمہیں حاصل نہیں ہوئے۔ ابھی بہت گنجائش ہے۔ پکے مومن تب کہلاؤ گے جب ایمان میں ترقی کرو گے۔


سیٹلائٹ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے پہلے دن بھی ان بدوؤں پر بہت اثر ڈالا لیکن تب بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابھی بہت گنجائش ہے۔ تو آجکل تو اور بھی زیادہ گنجائش ہے جیسا کہ اللہ میاں قرآن کریم میں اعراب کو مخاطب کرکے فرماتا ہے

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا۔ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾ (الحجرات:15) بادیہ نشین یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں پوری طرح داخل نہیں ہوا۔

پس نئے احمدی ہوں یا پرانے، بوڑھے ہوں یا نوجوان، یاد رکھیں کہ کامل مومن صرف مان لینے سے نہیں بن جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر بھی عمل کرنا ہوگا کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾۔ پس یہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہی ہے جو ایمان میں مضبوطی پیدا کرتا ہے اور جب ایمان میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے تو پھر ایک مومن مال اور جان کی قربانی میں بھی دریغ نہیں کرتا۔ اور یہ طاقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس کا عبد بننے سے ہی حاصل ہوتا ہے، اس کا بندہ بننے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے۔ لغو باتوں کے چھوڑنے سے ایمان اپنا نرم نرم سبزہ نکالتا ہے اور پھر اپنا مال بطور زکوٰۃ دینے سے ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں جو اس کو کسی قدر مضبوط کرتی ہیں اور پھر شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے سے ان ٹہنیوں میں خوب مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر اپنے عہد اور امانتوں کی تمام شاخوں کی محافظت کرنے سے درخت ایمان کا اپنے مضبوط تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر پھل لانے کے وقت ایک اور طاقت کا فیضان اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس طاقت سے پہلے نہ درخت کو پھل لگ سکتا ہے نہ پھول''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ المومنون۔ زیر آیت 1 تا 15)

تو فرمایا کہ جب تک عاجزی پیدا نہیں ہوگی، نفس کی قربانی کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا اس وقت تک ایمان نہیں بڑھ سکتا۔ پس یہ عاجزی اور نفس کی قربانی ہے اگر پیدا ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دل میں، دل کی زمین پہ ایمان کا بیج بویا گیا ہے۔ اس لئے اپنے اندر ایمان پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے عاجزی کو اپنے اندر جگہ دو۔ پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اپنے اندر عاجزی اور نفس کی قربانی پیدا کریں گے تو تب ایمان میں ترقی کرنے کے لئے دل کی زمین تیار ہوگی۔

پھر فرمایا کہ لغو باتیں ہیں۔ اس میں کھیل کود بھی ہیں، جیسا کہ پہلے میں بتا آیا ہوں ایسے کھیل بھی

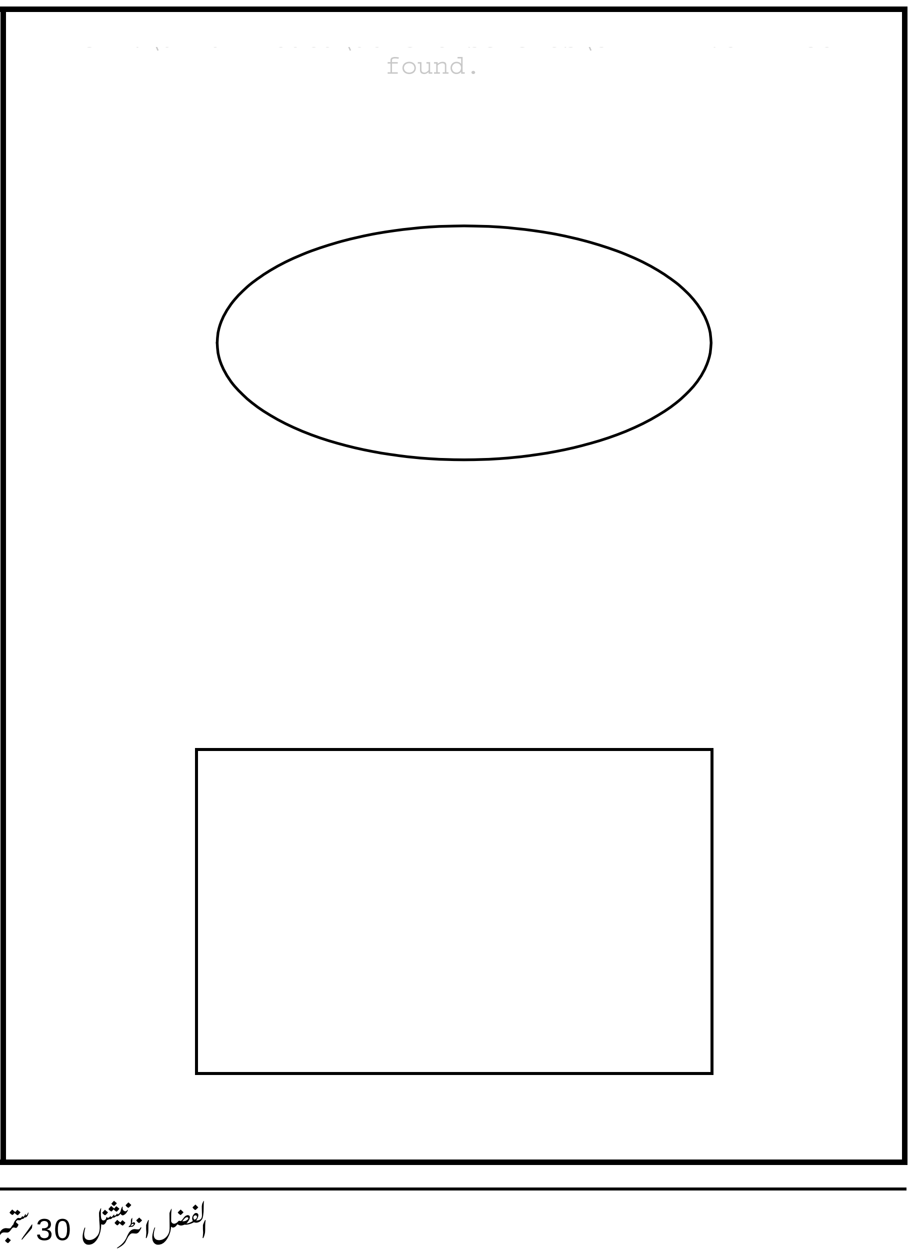


ہیں جو عبادتوں سے روکنے والے ہیں۔ پھر یہ لغویات ہیں جو جھوٹی اناؤں اور عزتوں کی طرف لے جانے والی ہیں۔ پھر اس قسم کی اور لغویات ہیں جو مختلف قسم کی برائیاں ہیں۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ عاجزی اختیار کرو تو ایمان دل میں جگہ پائے گا۔ پھر لغو اور بیہودہ باتوں کو ترک کرو۔ لوگوں کے حقوق مارنے سے بچو۔ تو ایمان کا یہ بیج جو عاجزی اختیار کرنے سے، بے نفسی کی وجہ سے تمہارے دل میں آ گیا تھا یہ پھوٹنا شروع ہو جائے گا۔ اور جس طرح کھیت میں جب بیج باہر نکلتا ہے، یہاں بھی آپ نے دیکھا ہوگا، فصلیں لگتی ہیں تو تھوڑی تھوڑی ہریالی نظر آنی شروع ہو جاتی ہے۔ زمین پر مٹی اور ہریالی دونوں نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ تو اس عاجزی کا بیج جو دل کی زمین پر ایمان کی مضبوطی کے لئے لگایا گیا ہے تب اگنا شروع ہوگا جب تم ہر قسم کی لغویات سے بھی بچو گے، تم تمام قسم کی برائیوں کو بھی چھوڑو گے۔ لیکن ابھی نرم حالت میں ہوگا۔ اس نے پوری طرح زمین کو ڈھانکا بھی نہیں ہوگا۔ چلنے والے کے پاؤں تلے آ کے کچلا بھی جا سکتا ہے۔ شیطان کے حملوں سے بھی وہ کچلا جا سکتا ہے۔ اپنی اناؤں اور جھوٹی غیرتوں کے نیچے کچلا جا سکتا ہے۔ پھر آگے فرمایا کہ جب زکوٰۃ دو گے۔ مالی قربانی کرو گے اور اپنے پاک مال سے، حلال ذریعہ سے کمائے ہوئے مال سے زکوٰۃ دو گے۔ یہ نہیں کہ مالی دباؤ سے مجبور ہو کر شراب بیچنے یا اس قسم کے جو دوسرے کاروبار ہیں ان میں پڑ جاؤ۔ ایسے مال پر اگر تم چندہ دو گے تو اس سے مال پاک نہیں ہو سکتا۔ زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ پاکیزہ مال اور مال کو پاک کرنے کے لئے، تمہاری روحانیت کو پاک کرنے کے لئے مال کی قربانی۔ جیسا کہ بعض غیر احمدیوں میں رواج ہے، اپنے کاروبار ناجائز طور پر کرتے ہیں۔ لوگوں کو لوٹتے ہیں یا گھٹیا سودا بیچتے ہیں یا کوالٹی اچھی نہیں ہوتی یا شراب بیچنے والے ہیں اور پھر حج پر جا کر یا تھوڑا بہت صدقہ و دقہ کر کے سمجھتے ہیں کہ بہت نیک کام کر لیا اور اسی طرح واپس آ کر پھر وہی پرانے دھندے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے حج اور ایسے صدقے کوئی فائدہ نہیں دیتے۔ جو مستقل صاف کرنے والے نہ ہوں یا حرام ذریعہ سے کمائے ہوئے مال سے ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو پاک مال چاہئے تاکہ تمہارا تزکیہ ہو۔ اور جب اس پاک مال سے تزکیہ نفس بھی ہوگا اور یہ ان پہلی دو قسم کی نیکیوں میں بھی شامل ہو جائے گا۔ مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی تو پھر وہ ایمان کا پودا بڑھتا ہے اور پھر اس کی ٹہنیاں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں پھر وہ نرم پودا نہیں رہتا۔ پس ایمان کے پودے کی بڑھوتری کے لئے پاک مال سے کی گئی مالی قربانی بھی ضروری ہے۔ پھر شہوات نفسانیہ ہیں۔ ان کو کنٹرول کرنا ہے۔ ان ملکوں میں آزادی کی وجہ سے، بہت سی بیہودگیاں ہیں۔ جگہ جگہ پر غلاظتیں ہیں، نفسانی خواہشات ہیں، جن میں پڑ کر انسان اپنے اندر اپنے ایمان کے پودے کو کمزور کرنے والا بن جاتا ہے۔

پس یہ ایمان کی نرم ٹہنیاں بھی اس وقت مضبوط ہوں گی جب اپنے نفس پر کسی برائی کو غالب نہیں آنے دو گے۔ اور جب یہ چیز حاصل کر لو گے تو ایمان میں مزید مضبوطی پیدا ہوگی اور پھر اگلا قدم یہ ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے تمہارے جتنے بھی عہد ہیں ان کی حفاظت کرو۔ جتنی امانتیں ہیں ان کی حفاظت کرو۔ ہر احمدی کا بہت بڑا عہد اس زمانے کے امام کے ساتھ ہے، ان کو مان کر ہے۔ جو عہد بیعت آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کیا وہ ان دس شرائط بیعت کی پابندی کر رہا ہے؟ ہر احمدی خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتا ہے کہ اے خدا! میں تیری تعلیم کو بھلا بیٹھا تھا لیکن اب مسیح موعود کے ہاتھ پر عہد کرتا ہوں کہ میرے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما آئندہ انشاء اللہ میں اس عہد پر قائم رہوں گا۔

پھر عہدیداروں کے عہد ہیں۔ ان کے سپرد امانتیں ہیں۔ وہ جائزے لیں کہ کہاں تک وہ اپنے عہد اور اپنی امانتیں پوری طرح ادا کر رہے ہیں۔ ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جائزہ لیں کہ اپنے کام، اپنے فرائض کا حق ادا نہ کر کے وہ کہیں گناہگار تو نہیں ہو رہے۔ وہ اپنے ایمانوں میں ترقی کرنے کی بجائے، ایمانی پودے کی حفاظت اور آبیاری کی بجائے اس کو سکھا تو نہیں رہے۔ کیونکہ ایمان کی مضبوطی کے لئے ہر پہلو پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے جائزہ لیں کہ کوئی پہلو ایسا تو نہیں رہ گیا جس سے میرا ایمان وہیں رک گیا ہو۔ مجھے تو حکم ہے کہ تم نے نیکیوں میں ترقی کرنی ہے۔ جہاں نیکیوں میں ترقی رکی وہاں ایمان کی ترقی بھی رک جائے گی۔ غرض یہ عہد اور امانتیں اس قدر ہیں کہ جس کی انتہا نہیں ہے۔ ایک عہد سے دوسرا عہد

**Fozman Foods**

*BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS*

**2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX**

**TEL: 020 8553-3611**

سامنے آتا چلا جاتا ہے۔اور ایک امانت کی ادائیگی کے بعد دوسری امانت کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ چاہے وہ ایک عام احمدی کی طرف سے ہو، عہدیداروں کی طرف سے ہو یا کسی ذمہ دار کی طرف سے ہو۔اور یہیں پر بس نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو تم نے ایمان کے درخت کو مضبوط کیا ہے اس پر بھی ابھی پھل نہیں لگے گا جس سے تم بھی فیض پا سکو اور دوسرے بھی فیض اٹھائیں۔ اس کے لئے اور طاقتیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔غرض یہ ایک مسلسل عمل ہے جس کو تا زندگی جاری رکھنا ہوگا۔ اور جب ان نیکیوں میں اور ایمان کو مضبوط کرنے کی کوشش میں باقاعدگی آجائے گی پھر ایمان ایسی حالت میں پہنچ جائے گا کہ جب ہر فعل خود بخود خدا کی رضا حاصل کرنے والا فعل ہوگا۔ پس ہر احمدی کو اپنے ہر فعل سے خدا کی رضا کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب یہ صورت ہو جائے گی تو اپنے ماحول پر بھی آپ پہلے سے بہت بڑھ کر اثر انداز ہو رہے ہوں گے۔اور احمدیت اور حقیقی اسلام کے پیغام کو لوگوں کی ہمدردی اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے پھیلا رہے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ آپ اس طرف توجہ کریں۔ اپنی ایمانی حالت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں اور دنیا کو بھی احمدیت کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کرنے والے ہوں۔ اور آپ کی زندگی بھی پھل لانے والی زندگی بن جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے‘‘۔(تقریریں صفحہ21۔بحوالہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریرات کی رو سے۔جلد اول صفحہ 156)۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت جو دنیا میں ختم ہوگئی دوبارہ لے کے آئے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’سواے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو‘‘۔ جو اپنے آپ کو میری جماعت میں شامل سمجھتے ہو۔ ’’آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔ جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو‘‘۔

(کشتئ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

نیکی کے ادا کرنے کے جو لوازمات ہیں، باتیں ہیں ان کو پوری طرح ادا کرنا چاہئے۔ اور بدی سے بیزاری ہونی چاہئے۔ اس طرف توجہ ہی نہیں پیدا ہونی چاہئے۔ پس یہ تقویٰ ہی ہے جو ایمان کو بڑھاتا ہے۔ آپ لوگ ہمیشہ، جیسا کہ مَیں نے کہا، اپنے جائزے لیتے رہیں۔ اگر ہم خود ہی اپنے جائزے لیتے رہیں اور تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے یہ جائزے لیں تو کمزوریاں بھی سامنے آئیں گی اور اصلاح کی توفیق بھی ملے گی۔ اللہ ہم سب کو اپنی رضا کو حاصل کرنے والا بنائے اور اس کی رضا حاصل کرتے ہوئے ہم نیکیوں میں قدم بڑھانے والے ہوں۔ (آمین)

❁❁❁❁❁❁❁

## بینن (مغربی افریقہ) کے شمال میں سویا (SUYA) کے مقام پر نو تعمیر شدہ مسجد احمدیہ کی افتتاحی تقریب

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر - مبلغ بینن)

بینن کے نارتھ میں پاراکو شہر سے جانب شمال 122 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں سویا (suya) ہے۔ اس علاقہ کے مبلغ سلسلہ مکرم مجیب احمد صاحب منیر کی زیر نگرانی امسال جماعت احمدیہ کو یہاں مسجد تعمیر کرنے کی بفضلہٖ تعالیٰ توفیق ملی (الحمدللہ علیٰ ذٰلک) جسکا افتتاح مورخہ 27 / مئی 2005ء بروز جمعۃ المبارک محترم امیر صاحب بینن نے کیا۔

افتتاحی تقریب کے لئے اس گاؤں کے مرد و زن کے علاوہ قریبی گاؤں کے احباب بھی آئے ہوئے تھے اور علاقہ کی بعض اتھارٹیز بھی مدعو تھیں۔ تمام احباب نے مرکزی وفد کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا اس موقع پر گاؤں کے سکول کے بچوں نے لوکل زبان میں ترانہ بھی گایا جس میں انہوں نے اپنے علاقہ میں احمدیت کی آمد کو خدا کی رحمت اور برکت قرار دیا۔

اس مختصر مگر لطیف استقبال کے بعد تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز ہوا اور پھر علاقہ کی اتھارٹیز نے باری باری تقاریر کیں اور احمدیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان تقاریر میں ایک تقریر قریبی شہر نکّی (Nikki) کے سنٹرل امام کے نمائندہ نے بھی کی۔ Nikki بینن میں وہ شہر ہے جس کے آئمہ اور لوگوں نے گزشتہ سال علی الاعلان کہا تھا کہ ہم احمدیوں کو اپنے علاقہ میں کسی صورت میں گھسنے نہیں دیں گے یہ لوگ کافر اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں (نعوذ باللہ)۔ یہ نمائندہ سنٹرل امام عربی بولتا تھا اس نے اپنی تقریر میں مسجد کی تعمیر کو اس علاقہ اور گاؤں کیلئے باعث رحمت و برکت قرار دیا اور احمدیت کا شکر گزار رہا۔

بینن کے شمال میں ایک قوم پَیل (Peulh) ہے جو اپنی تعداد اور اثر و رسوخ کے لحاظ سے نارتھ کی سب اقوام پر غالب ہے۔ اس کے سردار نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ واحد ایسی جماعت ہے جو اسلام کی خوب خدمت کر رہی ہے اب خوبصورت مسجد بھی ہمیں تعمیر کروا کے دی ہے اس پر ہم سب ان کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اتھارٹیز کی تقاریر کے بعد محترم امیر صاحب نے تقریر کی جس میں آپ نے اِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ کا مضمون بیان کرتے ہوئے گاؤں والوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا کہ دراصل یہی مقام ہے بچوں کی تربیت کا خدا کا قرب پانے کا، ذکر الٰہی کا اور جنت کمانے کا، اس گھر کی آبادی سے آپ خدا کا شکر بجالا سکتے ہیں۔

بعد ازاں سارا مجمع مسجد کے دروازے پر اکٹھا ہوا جہاں گاؤں کے بادشاہ اور امام کو ساتھ لے کر امیر صاحب نے فیتہ کاٹا اور مسجد میں داخل ہوئے۔ اور اجتماعی دعا ہوئی جس کے بعد 517 افراد نے پہلی بار اکٹھے ہو کر جمعہ پڑھا۔

یہ مسجد اس خطۂ زمین پر توحید کا ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی ہے بالخصوص اس لئے بھی کہ اس کے قریب جانبِ مغرب ایک چرچ بھی ہے جو سال ہا سال سے تعمیر شدہ اور ہفتہ وار اہلِ تثلیث کو اپنی طرف پکارتا نظر آتا ہے۔ جبکہ اب اس کے بالمقابل اس مسجد سے ہفتہ وار نہیں بلکہ روزانہ پانچ بار توحید کی صدائیں (آذانیں) سننے کو ملتی ہیں۔ پھر ایک اور پیاری بات یہ کہ اس مسجد کی مغربی دیوار جو چرچ کی جانب ہے اس پر محترم مجیب احمد صاحب منیر مبلغ سلسلہ نے 24 فٹ چوڑا اور 12 فٹ اونچا ستاروں سے ’’اللہ‘‘ لکھا ہے جو ہر راہگیر کو توحید کا احساس دلاتا اور دلوں میں خدا کی محبت کو جانگزیں کرتا دکھائی دیتا ہے۔

اس مسجد کی تعمیر میں گاؤں کے خدام، انصار اور لجنہ نے خوب وقارِ عمل سے محنت کی ہے کوئی مزدوری کرتا تو کوئی پانی لالا کر دیتا اس طرح مختلف کام بانٹے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں مقامی لوگوں نے بھی Contribution کی اور اس طرح تعمیر میں کل 5 لاکھ فرانک سیفا کی بچت ہوئی۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

آخر پر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ مولیٰ کریم اس مقام کو ہمیشہ ہمیش اپنے عبادت گزار بندوں سے بھرا رکھے اور یہاں سے اس دور کے امام کی شناخت کی صدائیں بلند ہوتی رہیں اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ جو نورِ محمدیؐ لائے ہیں اس سے اس علاقہ کے لوگوں کے دل بھی منور ہوں۔ (آمین ثم آمین)

❁❁❁❁❁

### خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

watch MTA live
audio and video broadcast
❁❁❁
Weekly sermons in Urdu / English
❁❁❁
Questions & Answers and much much more
❁❁❁
Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa
❁❁❁
Visit our official website
www.alislam.org

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: روزوں کی برکات اور ہمارے فرائض
از صفحہ نمبر 4

قرآن مکمل ہو گیا تو پھر جو رمضان آیا ہو گا اس میں لازماً سارا قرآن ایک دفعہ اتر گیا۔

یہ معنی بھی درست ہیں۔ ان کو غلط نہیں کہا جا سکتا کیونکہ قرآن کریم کے بہت سے بطون ہیں مگر حضرت مصلح موعودؓ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ رمضان وہ مہینہ ہے **جس کے بارے میں** گویا سارا قرآن اتارا گیا ہے۔ یعنی قرآن شریف کیوں اتارا گیا ہے؟ اس کا جواب دیا کہ رمضان شریف کے متعلق اتارا گیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم از افاضات حضرت مصلح موعود صفحہ ۳۹۴۔ زیر آیت شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن)

اب بظاہر تو قرآن شریف بہت زیادہ وسیع ہے اور رمضان کے جو احکامات ہیں وہ محدود ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ تجزیہ کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ قرآن کریم جس جس مقصد کی خاطر اتارا گیا ہے وہ سارے مقاصد رمضان شریف میں پورے ہو جاتے ہیں۔ ایک بھی مقصد بلکہ اس کا ایک ذرہ بھی رمضان شریف سے باہر نہیں رہ جاتا۔ عبادت کی جتنی بھی قسمیں بیان ہوئی ہیں وہ ساری روزوں کے اندر آجاتی ہیں۔ خدمت خلق کی جتنی قسمیں بیان ہو سکتی ہیں وہ ساری روزہ کے اندر آجاتی ہیں۔ روزہ ہمدردی کی انتہا بھی سکھاتا ہے اور خشوع وخضوع کا کمال بھی انسان کو عطا کرتا ہے، عجز کی راہیں بھی بتاتا ہے اور غریبوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ شامل کرنے کے طریق بھی انسان کو سکھاتا ہے۔ غرضیکہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ رمضان شریف ہے اور جو شخص رمضان میں سے سر جھکاتے ہوئے اور اس دروازے سے کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا رنگ اختیار کرتے ہوئے گزرے گا گویا اس نے قرآنی تعلیمات کا سارا پھل پا لیا اور جو کچھ بھی قرآن لے کر آیا تھا وہ سارا اس کے نصیب میں آگیا۔

اس تشریح کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم احادیث نبوی پر غور کرتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھی بات اپنی طرف سے نہیں کی۔ آپؐ نے روزے کی تمام خوبیاں جو بیان فرمائی ہیں وہ مبنی بر قرآن بیان فرمائی ہیں۔ آپؐ نے بعض اور آیات سے بھی استنباط فرمایا ہوگا۔ لیکن اس آیت ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ۔ هُدًی لِّلنَّاس﴾ سے تو بڑا واضح استنباط فرمایا کیونکہ وہی مضمون بیان فرماتے ہیں جو اس میں بیان ہوا ہے کہ قرآن کریم کا مقصود رمضان ہے۔ قرآن کریم کے سارے پھل رمضان سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے گویا سارا قرآن رمضان کے بارے میں اتارا گیا ہے۔ چنانچہ وہ ساری خوبیاں جو عبادت کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی طرف منسوب فرمائیں۔ فرمایا باقی ساری عبادتیں ایسی ہیں جن میں بندے کے اغراض کا بھی دخل ممکن ہے مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خالصةً اللہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے روزوں کو کلیةً اپنا کہتا ہے کہ یہ میرے ہیں اور فرماتا ہے کہ باقی نیکیوں کی جزا تو مختلف قسم کی جنتیں ہیں مگر رمضان کی جزا میں خود ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)

پس قرآن کریم کا سب سے اعلیٰ مقصد یعنی اللہ کو پا لینا، یہ رمضان کے ساتھ وابستہ ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بہت سے انداز ہیں رمضان کی خوبیاں بیان فرمانے کے، لیکن اب وقت نہیں ہے وہ انشاء اللہ بعد میں کسی وقت بتاؤں گا۔

اس وقت یہی کافی ہے کہ رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے، رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقا ہے، رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لے کر جاتا ہے جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے، یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کے باوجود بڑے ہی بدقسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی ہاتھ اس میں سے نکل جائیں۔ رمضان کی برکتوں میں سے ہو کے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو نہ چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ ایسی بدقسمتی ہے کہ آپ کروڑوں مسکینوں کو بھی کھانا کھلا دیں تو بھی یہ نیکی اس نعمت کی محرومی کا بدلہ نہیں ہو سکتی اس لئے ہر وہ احمدی جو استطاعت رکھتا ہے اور اپنے نفس کا تجزیہ کر کے جانتا ہے کہ وہ بیمار نہیں ہے بلکہ صرف کمزوری محسوس کر رہا ہے، اس کو لازماً آگے بڑھنا چاہئے اور روزے رکھنے چاہئیں۔

## روزہ کے فوائد و برکات

﴿اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ چند گنتی کے دن ہیں۔ اس کی سختیوں کا پتہ بھی نہیں لگتا کہ کب گزر گئیں۔ اور سختیاں ایسی ہیں جو انسان کے بدن کو ہلکا کرتی چلی جاتی ہیں۔ جسم بھی ہلکے ہوتے چلے جاتے ہیں، روح بھی ہلکی ہوتی چلی جاتی ہے اور انسان زیادہ تیزی کے ساتھ آگے قدم بڑھاتا ہے۔ رمضان کے بعد ہر روزہ رکھنے والا یہ جانتا اور محسوس کرتا ہے کہ اگر اس نے روزہ نہ رکھا ہوتا تو پتہ نہیں وہ کس ذلت میں پڑا ہوا ہوتا۔ رمضان شریف بے انتہا کمزوریاں دور کر جاتا ہے اور بے انتہا نعمتیں عطا فرما دیتا ہے۔ روزے میں سے گزرنے کے بعد جس طرح ہلکے پھلکے بدن کے ساتھ انسان قدم اٹھاتا ہے روزہ نہ رکھنے والے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پھر کھانے کا مزا آتا ہے، پینے کا مزا آتا ہے۔ یعنی روحانی لذتیں تو الگ رہیں مادی لحاظ سے بھی رمضان میں سے گزرے بغیر اور اس کا حق ادا کئے بغیر انسان کو یہ اندازہ بھی نہیں ہو سکتا کہ پانی میں کیا لذت ہے اور کھانے میں کیا لذت ہے؟ روزہ دار کو صبح شام تھوڑا سا اس کا اندازہ ہوتا ہے لیکن رمضان کے بعد کہ جب چاہو، جو چاہو پی لو، جو چاہو کھا لو، یہ احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں کہ بڑی ناشکری ہے جو ہم شکر کئے بغیر ان سے گزرتے ہیں۔ اس لئے سچے شکر کی تعلیم بھی رمضان شریف دیتا ہے۔ ایک ایک گھونٹ پر اللہ کے احسانات یاد آتے ہیں اور جو پانی پینے کی مادی لذت میں نے بتائی ہے وہ اس روحانی لذت کے مقابل پر کچھ بھی نہیں رہتی جو مومن کو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ پانی سے جسم کی پیاس بجھاتا ہے تو اس کی روح کی پیاس بھی ساتھ بجھ رہی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے شکر ہے خدا کو دوبارہ یاد کرنے کا موقع میسر آگیا۔ اگر میں دو تین رمضان اسی طرح گزر جاتا تو پانی پینا اپنا حق سمجھ لیتا۔ خیال بھی نہ آتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ پھر ہر گھونٹ پر خدا کی نعمتیں یاد آتی ہیں، اس کے احسانوں کا تصور دل کو مغلوب کر لیتا ہے اور روح اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ پس رمضان شریف کے بے انتہا فوائد ہیں۔ آپ سر جھکاتے ہوئے اس رمضان سے گزریں اپنی روح کو بھی اور اپنے جسم کو بھی خدا کے حضور پیش کر دیں۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے کیسے فضل نازل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ یہ لوگ جو میری عبادت کا حق ادا کرتے ہیں یہ تجھ سے میرے متعلق پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں میں ان کے قریب ہوں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ میرے حقوق وہ ضرور ادا کریں کیونکہ میرے حقوق ادا کرنے کے نتیجے میں میں ان کو ملوں گا ورنہ یہ تعلق کا یکطرفہ رستہ نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم رمضان کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فوائد اٹھائیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ اس رمضان کو اس طرح ضائع نہ کر دیں جس طرح اس سے پہلے بعض قوموں نے روزوں کو ضائع کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ﴿مِنْ قَبْلِکُمْ﴾ فرمایا تو اس میں یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ تم سے پہلے بھی روزے فرض ہوئے تھے۔ تم سے پہلے بھی ایسے لوگ تھے جنہوں نے روزوں سے فائدہ اٹھایا لیکن جب ان کی تاریخ پر نظر ڈالو گے تو تمہیں یہ بھی محسوس ہو گا کہ بہت سے ایسے بد بخت اور بدقسمت بھی تھے جنہوں نے فائدے کی بجائے نقصان اٹھایا۔ انہوں نے بھی روزے پائے لیکن ایسے گندے حال میں پائے کہ وہ روزے ان کی عاقبت سنوارنے کی بجائے ان کو دین و دنیا سے محروم کر گئے۔ ان کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ پس ان لوگوں کی طرح روزے نہ رکھنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اور مومن کو ان کے سے افعال سے روکا ہے کہ دیکھو! یہ نہ کرنا، وہ نہ کرنا، جھگڑا نہیں کرنا، فساد نہیں کرنا، شہوات سے مغلوب نہیں ہونا، دکھاوا نہیں کرنا، ہر بدی سے رکنا ہے، ہر ظلم کو صبر سے برداشت کرنا ہے، کچھ لوگ تم پر زیادتیاں کریں گے۔ فرمایا ان کو ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ کہو اِنِّیْ صَائِمٌ کہ مَیں روزے دار ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب وجوب فضل الصوم)

دو دفعہ کہنے میں کیا حکمت ہے؟ وہ حکمت یہ ہے کہ مومن کی تو عام شان بھی یہ ہے کہ وہ ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں دیتا اور جب جاہل اس سے مخاطب ہوتا ہے تو جواب میں جاہلانہ باتیں نہیں کرتا بلکہ سلام کہتا ہے ﴿وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ (الفرقان:64) پس ایسا مومن جس کی عام شان یہ ہو اگر وہ روزے دار بھی ہو تو تکرار سے بتائے کہ او بے وقوفو! تم مجھ سے کیا توقع رکھ رہے ہو؟ کیا تمہاری اشتعال انگیزی سے میں مشتعل ہو جاؤں گا؟ ہرگز نہیں میں تو عام حالات میں بھی سلام ہی کہا کرتا تھا۔ اب تو میں روزے دار ہوں، روزے دار ہوں، ممکن نہیں ہے کہ تم مجھ سے بے صبری کا مظاہرہ دیکھو۔

پس جہاں کچھ بدقسمت اپنے روزوں کو ضائع کر رہے ہوں گے وہاں آپ کے لئے اور بھی زیادہ ثواب کا موقع ہو گا۔ آپ صبر اور حوصلے اور ہمت اور دعاؤں کے ساتھ اس رمضان کو گزاریں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے کیسے فضل آپ پر نازل ہوتے ہیں۔ ﴿مِنْ قَبْلِکُمْ﴾ یعنی وہ لوگ جنہوں نے روزے ضائع کر دیئے ان کی مثال میں بائبل سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت یسعیاہ کی یہ نصیحت بائبل میں درج ہے کہ:

”دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو اور شرارت کے مکّے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سنی جائے“۔ (یسعیاہ باب ۵۸ آیت :۴)

یعنی ایسے بد بخت انسان ہو کہ کوئی وقت تھا کہ تم روزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کیا کرتے تھے اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کیا کرتے تھے اور جھگڑوں سے روکا کرتے تھے۔ اب یہی رمضان آتا ہے تو تمہیں اور زیادہ اشتعال انگیزیوں پر مجبور کر دیتا ہے۔ تم طیش میں آکر مکے مارتے ہو اور کہتے ہو ہم دیکھیں گے کہ ہمارے ظلم سے اور ہمارے ستم اور استبداد سے کون بچ کے نکلے گا؟ عام حالات میں بھی ہم بڑے جابر تھے۔ اب تو رمضان کی سختیاں آگئی ہیں۔ اب تو روزے آگئے ہیں۔ اب دیکھیں گے کون ہم سے بچ کے نکلتا ہے۔

حضرت یسعیاہ یہود سے فرماتے ہیں کہ تم یہ حرکتیں کر رہے ہو۔ گویا یہود کی جو حالت گزر چکی ہے اور جس کے ایک پہلو کی طرف قرآن کریم ﴿مِنْ قَبْلِکُمْ﴾ میں اشارہ کرتا ہے، بائبل میں یہ اس کی تفصیل ہے کہ: ”دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو اور شرارت کے مُکّے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سنی جائے“۔

فرماتے ہیں تم بڑے بد بخت ہو۔ کبھی تمہارے روزے ایسے ہوا کرتے تھے کہ اتنی ہلکی اور خفی آوازوں میں تم خدا کو یاد کیا کرتے تھے کہ بظاہر انسان ان آوازوں کو نہیں سن رہے ہوتے تھے۔ لیکن ان آوازوں میں ایسی قوت پرواز تھی کہ وہ آوازیں عالم بالا پر پہنچا کرتی تھیں اور آج تم نے شور برپا کیا ہوا ہے اور وہ آوازیں زمین سے چمٹی ہوئی ہیں اور زمین کی ہو چکی ہیں۔ ان میں قوت پرواز نہیں رہی۔ تمہارے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور طیش میں آکر مکے مار رہے ہو۔ لیکن ان آوازوں کے مقدر میں پرواز نہیں لکھی گئی۔ ہاں کچھ وہ تھیں گریہ وزاری کی آوازیں جو عالم بالا پر سنی جاتی تھیں۔ کیسا پیارا موازنہ کیا ہے۔

پس اے احمدیو! تم ہمیشہ ایسی آوازیں اپنے دلوں سے نکالو جو عالم بالا پر سنی جائیں اور زمین والوں کے کان ان سے محروم ہوں تو کوئی پرواہ نہ کرو۔ وہی آواز دنیا میں پھیلے گی جس کو خدا سنتا ہے اور پھر خدا کے فرشتے اس کو دنیا میں پھیلا دیا کرتے ہیں۔ ایسی آوازیں غالب آنے کے لئے بنائی گئی ہیں، مغلوب آنے کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبات طاہر۔ جلد دوم صفحہ 315-330)

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

طرح ساتھ اپنے خاوندوں کی اصلاح کررہی ہوں گی اور اپنی اولادوں کی اصلاح کررہی ہوں گی۔

حضور نے فرمایا: جھوٹ سے بچو،لوگوں کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے لیکن خدا کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔ ہر ماں سچ کو اختیار کرے اور ایسی بات نہ کرے جس سے سچ کے معیار متأثر ہوتے ہوں۔

حضور انور نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک صحابیہ نے اپنے ایک بچے کو بلایا کہ ادھر آؤ میں تمہیں کوئی چیز دوں گی۔تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کچھ نہ دیتی تو تم جھوٹ بولتی۔پس اس حدتک احتیاط کا حکم ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمیشہ سچ کا دامن پکڑے رہنا چاہئے خواہ کیسے ہی حالات ہوں۔جب اس حدتک آپ کے عمل میں سچائی پیدا ہوجائے گی تو غیر محسوس طریق پر آپ اپنے بچوں کی ایسی تربیت کررہی ہوں گی جہاں بچے تقویٰ اور سچائی کے ماحول میں پرورش پارہے ہوں گے۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جھوٹ سے بچنے کے بارہ میں ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر احمدی عورت کو جھوٹ کے خلاف ایک جہاد کرنا چاہئے۔اپنے آپ کو اتنا سچا بنائیں کہ آپ کا ماحول آپ پر کبھی یہ کہہ کر انگلی نہ اٹھا سکے کہ آپ نے فلاں وقت فلاں بات کی تھی وہ جھوٹ تھی۔آپ کا ہر عمل نیک ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا: سچائی کی مثال ایک احمدی عورت کو ہونا چاہئے۔آپ کی سچائی کی دھاک اس طرح بیٹھنی چاہئے کہ ہر ایک، ہر وقت آپ کا اعتبار کرنے والا ہو۔اس حدتک آپ کی سچائی کا معیار ہونا چاہئے۔جب آپ یہ معیار حاصل کرلیں گی تو جماعت کی سچائی کا معیار، آئندہ نسلوں کی سچائی کا معیار اس قدر پھیل جائے گا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گا۔آپ پھیلتے چلے جائیں گے اور بڑھتے چلے جائیں گے تو کوئی نہیں جو احمدیت کی ترقی کو روک سکے۔آپ کے اس سچائی کے معیار کے سامنے دنیا کا ہر بُت پارہ پارہ ہونا چاہئے۔ یہ معیار آپ اختیار کرلیں گی تو خدا کے حضور صدیقہ لکھی جائیں گی۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو "صدیقہ" کے معیار حاصل کرنے کی توفیق دے اور کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ایک احمدی عورت خدا کے ہاں کذّاب لکھی جانے والی ہو۔

حضور انور نے فرمایا: ایک برائی خیانت ہے۔ہر احمدی کو اپنی امانت کے معیار کو بلند کرنا چاہئے۔کبھی اس سے خیانت سرزد نہ ہو۔پس خدا کا محبوب اور اس کا پسندیدہ بندہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو خیانت کے گند سے پاک کریں۔کبھی کسی معاملہ میں کبھی کسی کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک احمدی کے لئے شرائط بیعت رکھی ہیں ان پر غور کریں، ان کو پڑھیں، ان پر عمل کریں۔ اپنی بیویوں کے حقوق ادا کریں۔بیویاں اپنے خاوندوں کے حقوق ادا کریں، اپنے بچوں کے حقوق ادا کریں۔جن پر جماعتی ذمہ داریاں ہیں وہ احسن رنگ میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ملکی قوانین کی پابندی کریں۔آپ نے ان نیکیوں پر نہ صرف خود قائم رہنا ہے بلکہ اپنی اولادوں کو بھی قائم کرنا ہے۔ ان کی نیک تربیت کرنی ہے اور جماعت کی امانت سمجھ کر ان کی تربیت کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا: خدا کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔جب آپ کی عبادت کے معیار بلند ہوں گے تو تقویٰ کے معیار بلند ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سب کو تقویٰ کی راستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو فہم وادراک عطا فرمائے جس سے آپ سمجھ سکیں کہ آپ نے کس طرح تقویٰ کے معیار حاصل کرنے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ سے خطاب جو ایک گھنٹہ جاری رہا MTA پر Live نشر ہوا۔اس خطاب کا ساتھ ساتھ درج ذیل زبانوں میں رواں ترجمہ ہوا۔

انگریزی، عربی، جرمن، بنگلہ، فرنچ، البانین، ترکی، بلغارین، بوزنین اور فارسی۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔اس کے بعد پونے دو بجے حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

نو بجے حضور انور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

## 28 اگست 2005ء بروز اتوار:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نمازِ فجر پڑھائی۔صبح حضور انور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دئے۔

## جلسہ کا اختتامی اجلاس

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا آخری روز تھا۔ چار بجے حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد جلسہ کی اختتامی تقریب کے لئے حضور انور جونہی کرسی صدارت پر تشریف لائے جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر ، اسلام احمدیت زندہ باد، مرزا غلام احمد کی جے، خلافت احمدیہ، زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے پرجوش نعروں سے گونج اٹھی۔

## غیر مسلم مہمانوں کے خطابات

جلسہ کی اختتامی تقریب کے باقاعدہ آغاز سے قبل امیر صاحب جرمنی نے اس اجلاس میں آنے والے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا۔درج ذیل تین مہمانوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(۱)وریانا باڈے(Variane Bade)اس خاتون مہمان نے شہر Mannheim کی انتظامیہ کی طرف سے بطور نمائندہ شرکت کی۔موصوفہ نے اپنے ایڈریس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو Mannheim 3 مدپر خوش آمدید کہا اور کہا کہ رضا کارانہ طور پر کام کرنے والوں کے ذریعہ اتنا بڑا کامیاب اجتماع خوشی کا باعث ہے۔اس مرتبہ آپ کو شہر کی طرف سے کچھ انتظامی مشکلات کا سامنا تھا مگر آپ کی پہچان یہ ہے کہ آپ مشکلات پر خوش اسلوبی سے قابو پالیتے ہیں۔میں شہر کی انتظامیہ کی طرف سے اس بات پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ نئے سال کی آمد کے موقع پر آپ نے شہر کی انتظامیہ کے ساتھ مل کر شہر کی صفائی وغیرہ وقار عمل کے ذریعہ کی۔ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے شہر میں آپ کا یہ سالانہ جلسہ گیارھویں بار منعقد ہورہا ہے۔خاص طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتی ہوں کہ وہ یہاں تیسری مرتبہ تشریف لائے۔

محترمہ نے کہا کہ ہمیں آپ پر فخر ہے اور آپ کا ماٹو ہے "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔آپ کے ذریعہ اس شہر کی پوری دنیا میں شہرت ہورہی ہے۔یہاں آپ آزادی سے جلسہ کررہے ہیں مگر پاکستان میں 1984ء سے جلسہ پر پابندی ہے یہ بات قابل افسوس ہے۔اس ملک میں آپ کو مذہبی آزادی ہے جو آپ کا بنیادی حق ہے

(۲)کلاؤس ڈیٹر (Kalus Dieter) ممبر پارلیمنٹ نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ آپ کا ماٹو "محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں" یہ ایک بنیادی اصول ہے اور بھاری ذمہ داری ہے جو آپ لوگوں نے اٹھائی ہے۔یہ بات ہمارے اس شہر کے لئے اعزاز ہے کہ آپ گیارھویں بار یہاں اپنا جلسہ سالانہ کررہے ہیں۔

موصوف نے کہا میں واپس جاکر وزیر اعلیٰ کو رپورٹ دوں گا کہ اس طرح کا مذہبی جلسہ بھی ہوسکتا ہے جو کثیر تعداد کے باوجود پرامن ہو۔

(۳)ڈاکٹر کلاؤس کیوبلر(Dr.Klaus Kubler) یہ صاحب پارلیمنٹ کمیٹی کے چیئر مین ہیں۔پاکستان میں الیکشن کے موقع پر جرمن حکومت کی طرف سے مبصّر رہ چکے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے ایڈریس میں کہا مجھے خوشی ہے کہ آپ یہاں اپنا جلسہ کررہے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ پھر یہاں تشریف لائے ہیں۔مجھے اس کی خوشی ہے اس سے جماعت احمدیہ کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔موصوف نے کہا میں ربوہ پاکستان میں آپ کی مہمان نوازی سے لطف اٹھا چکا ہوں۔یہاں آپ کو مذہبی آزادی ہے اور بنیز تائم میں آپ مسجد بھی بنارہے ہیں جو شہر Mannheim کا ہمسایہ شہر ہے۔اس کی ہمیں خوشی ہے بہت سے احمدی خاندان میرے دوست ہیں مجھے اس کی دلی خوشی ہے۔

ان غیر مسلم معزز مہمانوں کے خطابات کے بعد جلسہ سالانہ کی باقاعدہ اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا جو عزیزم طارق چیمہ صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ ساجد نسیم صاحب مبلغ سلسلہ نے پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم داؤد ناصر صاحب نے حضور اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام

یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں
تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہبان

سے منتخب اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔

## تعلیمی اعزاز حاصل کرنے والوں میں تمغہ جات کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے درج ذیل پندرہ طلباء کو گولڈ میڈل اور سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔

ڈاکٹر راشد نواز صاحب، مظفر چاہدری صاحب، عامر عمران صاحب، محبوب عالم خالد صاحب، ودود احمد بھٹی صاحب، منیر ماجد رامہ صاحب، فہیم احمد صاحب، شاہد عمران احمد صاحب، مبشر احمد طارق صاحب، ولید سیٹھی صاحب، ذوالفقار احمد صاحب، معتمد احمد صاحب، وسیم احمد ملک صاحب، ساجد محمد صاحب ،شہادت ثاقب اعوان صاحب۔اللہ تعالیٰ یہ اعزاز سب طلب کے لئے بہت مبارک فرمائے۔

تقسیم اسناد کی اس تقریب کے بعد، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوا پانچ بجے اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

## اختتامی خطاب

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الحج کی آیت نمبر ۴۰ کی تلاوت فرمائی۔اور اس آیت کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعترض کرنے والے ایک یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے جنگ کے ذریعہ سے دوسروں کو زیر کرکے اسلام پھیلایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حیرت ہوتی ہے ایسے لوگوں کی سوچ پر جو اس رحمۃ للعالمین اور محبت وامن کے شہزادے کے بارہ میں ایسی باتیں کرتے ہیں اور تاریخی حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں اور کررہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ غیروں نے بھی اور اپنوں نے بھی اپنی حرکتوں کی وجہ سے اس رحمۃ للعالمین کے بارہ میں غلط سوچ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔خدا تعالیٰ نے آپ کو قرآن کریم میں جنگ کی اجازت دی لیکن یہ اجازت ظلم کی انتہاء ہونے کے بعد ہے اور پھر اس بارہ میں بھی شرائط رکھی گئیں کہ کن حالات میں اجازت ہے۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا جس میں آپ ؑ نے تین قسم کی لڑائیوں کا ذکر فرمایا ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ یہ تصور ہی غلط ہے اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے کہ آپ نے جنگوں کے ذریعہ سے اپنی طاقت قائم کرنے کی کوشش کی۔قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ ﴿لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ﴾ کہ دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔اس لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان شرائط سے باہر نکل کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں جنگیں کی گئی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا جس کو مارا جارہا ہے، جس پر ظلم کیا جارہا ہے اُس کو اپنا دفاع کرنے کا تو حق ہے۔اس بات پر مارا جارہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رَبُّنَا اللّٰہ۔اللہ ہمارا ربّ ہے۔یہ فرعون صفت لوگ کہتے ہیں کہ ہم مارتے چلے جائیں گے یہ ہمارا حق ہے۔

حضور انور نے فرمایا جب مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی معاہدات ہوئے تو اُس خون کا بدلہ لیا گیا جو مسلمانوں کا ظلم سے بہایا گیا۔آجکل کے مخالفین تو زبردستی دوسرے ملکوں کو کہتے ہیں کہ تم شہریوں کے حق ادا نہیں کررہے۔لیکن ہم ان شہریوں کے ساتھ جو اپنے ملک میں ان کا آنا پسند نہیں کرتے جو چاہیں سلوک کریں۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کیا اس کو یہ ظلم کا نام دیتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگوں میں اسوہ اور وہ ہدایات جو آپ لشکروں کو جنگ پر روانہ کرنے سے پہلے دیا کرتے تھے اس کا میں ذکر کرتا ہوں اور پھر ان حالات کو سمجھنے کے لئے کہ جنگیں کس طرح ہوئیں اسلام کے مکّی زمانے کا ذکر کرتا ہوں تا کہ قتال کرنے کی اجازت کا پتہ چلے کہ کن حالات میں ملی۔

حضور انور نے فرمایا ہم سب جانتے ہیں کہ کس طرح اسلام قبول کرنے والے پر ظلم ہوتا تھا۔کوڑے مارے جاتے

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تھے،دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھے جاتے تھے،عورتوں کوشرم گاہ میں نیزے مارکرقتل کیا گیا، دو اونٹوں سے باندھ کر ان کو مخالف سمت میں دوڑا کر جسم چیرے گئے۔اڑھائی سال تک ایک گھاٹی میں محصور رکھا گیا۔خوراک بند کردی گئی اور ہرطرح کاظلم روا رکھا گیا۔بچوں پرظلم کئے گئے۔ان حالات میں آنحضرت ﷺ کے پاس مسلمان آئے کہ مرنا تو یوں بھی ہے۔اجازت دیں تو ہم بھی ان کو جواب دیں۔ان کو پتہ لگے کہ ظلم کے بدلے دیئے جاتے ہیں۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔مجھے عفو کاحکم ہے۔ابھی لڑنے کی اجازت نہیں۔اس ظلم کی وجہ سے آپؐ نے صحابہؓ کو ہجرت کی اجازت دی کہ ہجرت کر کے حبشہ چلے جاؤ۔پھر مدینہ ہجرت ہوئی۔پھر آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت دی۔حضور انور نے ہجرت کے اس واقعہ کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا۔پھر مدینہ آنے کے بعد کفار کا غیظ وغضب بھڑکا انہوں نے مدینہ کے سردار کو پیغام بھجوایا کہ یا تو ان مسلمانوں سے جنگ کرو یا شہر سے نکال دو۔ورنہ ہم مدینہ پر حملہ کریں گے اور سب کو قتل کردیں گے اور عورتوں کو اپنے لئے جائز کرلیں گے۔پس ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ آپؐ کو جنگوں کا شوق تھا،اپنی طاقت منوانے کا شوق تھا۔

حضور انور نے فرمایا غلبہ پانے کے بعد ضرور پرانے بدلے لئے جاتے ہیں لیکن آپؐ نے فتح مکّہ کے بعد ﴿لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ﴾ کہہ کر سب کو معاف فرمادیا۔آپؐ نے اخلاقی قدروں کو اپنے صحابہ میں رائج فرمایا اور ہمیشہ ان کے قیام کی تعلیم دی۔آپ محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین تھے۔

جنگ بدر کے روز آپؐ نے دیکھا کفار کی تعداد ایک ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد ۳۱۹ تھی جو راوی نے لکھا ہے۔ ۳۱۳ بھی آئی ہے۔پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ خدا کے حضور پھیلا دیئے اور دعا کی اے اللہ جو وعدے تو نے میرے ساتھ کئے ہیں ان کو پورا کر دکھا۔جو تو نے مجھے دینے کا وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر دکھا اور آج اگر یہ مٹھی بھر لوگ ہلاک ہو گئے تو تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ بچے گا۔دعا کے دوران آپ کی چادر کندھوں سے گر گئی۔حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے اور چادر اوپر ڈالی اور کہا آپ کی سب دعائیں خدا تعالیٰ قبول فرمائے گا۔جو وعدے کئے ہیں ضرور پورے ہوں گے۔مسلمانوں کی یہ حالت تھی جس میں جنگ ہوئی۔پھر جب جنگ کے دوران قیدی پکڑے گئے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ان قیدیوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔تو آپ نے کہا ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیں،حضرت عمرؓ نے کہا آپ اجازت دیں تو ان کی گردنیں اڑا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے کو قبول فرمایا۔آنحضرت ﷺ کی یہ خواہش نہ تھی کہ ان کو قتل کریں یا نقصان پہنچائیں۔آپ احسان کرنا چاہتے تھے۔آپ نے فدیہ مقرر کر کے سب کو چھوڑ دیا۔جو غریب تھے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کو دس دس بچوں کو پڑھانے کی ذمہ داری سپرد کی اور پھر رہا کر دیا۔آپؐ نے دستور سے ہٹ کر ان کے ساتھ احسان فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا: کیا جس کو جنگی جنون ہو اُس سے ایسے اعلیٰ نمونے قائم ہوتے ہیں۔کیا آج کے تہذیب یافتہ لوگ جنگی قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔

غزوہ بدر کے قیدی تو گھر تک پہنچے تھے اور قیدی بنائے گئے تھے اور آج کے یہ قیدی اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے، وہاں پہنچ کر ان کو قیدی بنایا گیا اور جو بہیمانہ سلوک کیا گیا وہ اخبارات اور میڈیا میں آچکا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ میدان جنگ میں بزدلی نہیں دکھانی۔آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ دشمن سے جنگ کی خواہش نہ کرو، خدا سے عافیت طلب کرتے رہو۔اگر دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو پھر ڈٹ کر مقابلہ کرو۔یاد رکھو جنّت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ جب کسی کو کسی سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت فرماتے اور فرماتے کہ اللہ کا نام لے کر جہاد کے لئے نکلو۔جہاد کرو،فساد نہ کرو،مثلہ نہ کرو،بچوں کو قتل نہ کرو، بوڑھے لوگوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو،دھوکہ دہی نہ کرو، صلح جوئی سے رہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہے اسلامی جہاد کی اہمیت، اندھا دھند لوگوں کا خون بہاتے نہیں چلے جانا،تم بربریت کے لئے نہیں آئے،تمہارا مقصد امن قائم کرنا ہے۔جنگ کے دوران بھی اور اس کے بعد بھی بدلہ لینے کے لئے نہ تو عورتوں کو کچھ کہنا ہے اور نہ بوڑھوں کو کچھ کہنا ہے۔بچوں سے احتراز کرنا ہے۔آج عراق میں ہزاروں بچوں کو مار دیا گیا، عورتوں سے بچے محروم کر دیئے گئے،بچوں سے مائیں محروم کر دی گئیں۔بوڑھے مارے گئے اور عراق میں ایسے ہتھیار استعمال کئے گئے کہ ان کے ذکر سے شرم آتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب وہ لوگ غور کریں جو آپؐ کو قبول کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو مخالف ہیں وہ بھی غور کریں کہ اُس محسن انسانیت کا معیار کیا تھا۔اب یہ لوگ دیکھیں خودکش حملوں میں کتنے مسلمانوں کو قتل کر دیتے ہیں، کتنے معصوم امن کے نام پر گولیوں کا نشانہ بن جاتے ہیں۔آنحضرت ﷺ تو یہ بھی برداشت نہیں کرتے تھے کہ کوئی بچہ اپنی ماں سے جدا کیا جائے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ماں اور بچے میں جدائی ڈالی خدا قیامت کے دن اُس میں اور اس کے پیاروں میں جدائی ڈال دے گا۔حضور انور نے فرمایا اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کی تربیت کا اثر تھا۔اسلام کی تعلیم کا اثر تھا اور اس تعلیم کی روشنی میں خلفاء آنحضرت ﷺ کے بعد اپنی ہدایات سے نوازتے رہے اور جنگی لشکروں کو ہدایات دیتے کہ کسی راہب وغیرہ کو کچھ نہیں کہنا،مذہبی عبادت گاہوں کو نہیں چھونا،بچوں کو نہیں مارنا، عورتوں اور بوڑھوں کو نہیں مارنا،پھلدار پودے ضائع نہیں کرنے اور زمین کو برباد نہیں کرنا،بکری اور اونٹ کی کونچیں نہیں کاٹنی،کھجوروں کو برباد نہیں کرنا،دھوکہ دہی سے کام نہیں لینا اور نہ ہی بزدلی کا مظاہرہ کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا جہاد ظالم کے ظلم کے خلاف تھا۔مظلوم کو ظلم سے بچانے کے لئے یہ جہاد تھا۔اسلامی قدروں کے قیام کے لئے جہاد تھا۔خدا کی توحید کے قیام کے لئے یہ جہاد تھا۔

حضور انور نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ جہاد فی سبیل اللہ میں کسی مشرک کو شامل نہیں کرنا چاہتے تھے۔اگر آپ کا مقصد صرف جنگیں کرنا تھا، قوت بڑھانا تھا تو پھر تو آپ کو کسی کی مدد پر خوش ہونا چاہئے تھا لیکن آپ کی غیرت نے یہ برداشت نہیں کیا کہ ایک ایسے شخص کی مدد لیں جو مشرک تھا۔جبکہ ہر چیز کی کمی تھی،انفرادی قوت کی کمی تھی،موجود سامان کی کمی تھی،دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔لیکن اس کے باوجود آپ نے مدد نہیں لی۔جن کا مقصد صرف لڑائی کرنا ہے کیا وہ اس طرح آسانی سے ملنے والی کمک کا انکار کر سکتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ تو جنگ سے بچنے کی دعا کیا کرتے تھے لیکن جب وقت آجائے اور دشمن کی طرف سے لڑائی پر مجبور کر دیا جائے تو پھر مومن کی شان نہیں کہ ڈر کر رہے اور بزدلی دکھائے۔جو بھی میسّر ہے اس کے ساتھ اپنا دفاع کرے۔

حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں لاشوں کا مثلہ کیا جاتا تھا آجکل بھی لاشیں اس لئے نہیں دفنائی جاتیں کہ انسان کی لاش ہے بلکہ اس وجہ سے دفناتے ہیں کہ بیماریاں نہ پھیل جائیں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد تھا کہ جو جنگ کے لئے ہتھیار ڈال دے یا اُس کی طرف سے جنگ نہ کرنے کا اظہار ہو تو پھر اُسے کچھ نہیں کہنا۔جب دشمن جگہ چھوڑ کر چلا جائے تو پھر اُس کے پیچھے نہیں جانا۔اس ضمن میں حضور انور نے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جب ایک صحابی نے ایک ایسے مخالف کو قتل کر دیا تھا جو جنگ سے پیچھے ہٹ گیا تھا اور پھر اُس نے کلمہ طیّبہ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیا تھا۔جب آنحضور ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے بار بار اُس صحابی کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن اس کے لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کے مقابل پر تیرا کون مددگار ہوگا۔اس پر اس صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس نے اپنی جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا تو اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔آپؐ نے اتنی مرتبہ فرمایا کہ راوی بیان کرتے ہیں کہ میرے دل نے چاہا کہ کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا: آج خدا کے نام پر کلمہ گو احمدیوں کو قتل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ان کو دکھ دیئے جاتے ہیں۔ پاکستان میں، بنگلہ دیش میں انڈونیشیا اور ملائشیا میں بھی۔یہ لوگ کچھ ہوش کریں۔آنحضرت ﷺ نے تو جنگ کی حالت میں بھی اس کلمہ گو کو قتل کرنے پر سرزنش فرمائی تھی۔آج تم لوگ نہتے احمدیوں کو قتل کرتے ہو۔تمہارا اُس دن کیا حشر ہوگا جس دن کلمہ بھی اور خدا کا رسول بھی تمہارے خلاف گواہی دے رہا ہوگا۔مولویوں کو ہوش کرنی چاہئے اور لوگ بھی ہوش کریں کہ کن لوگوں کے پیچھے چل کر اور ان کی بات مان کر وہ یہ ظلم کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ مدنظر رکھتے کہ دشمن سے بدلہ بھی اتنا ہی لینا ہے جتنی اس کی طرف سے زیادتی ہو اور پھر اس وقت تک لینا ہے جب تک وہ دشمنی قائم ہو۔آپ کی زندگی میں کبھی یہ اعتراض نہیں اٹھا کہ آپ کی تعلیم کیا کہتی ہے اور آپؐ کس عمل پر قائم ہیں۔آپ کے اخلاق کی تو اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ آپ اعلیٰ اخلاق پر قائم ہیں۔

حضور انور نے فرمایا۔اگر آنحضرت ﷺ کا مقصد جنگ کرنا ہوتا تو صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ جنگ کر سکتے تھے۔کفار کی کڑی شرائط ماننے سے انکار کر سکتے تھے لیکن آپؐ نے جو صلح جو تھے،نہیں چاہتے تھے کہ جنگ ہو اس لئے آپؐ نے معاہدہ کیا۔آپؐ اس لئے گئے تھے کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں،عبادت کریں۔آپ نے خانہ کعبہ کے تقدس کو قائم رکھنے کے لئے ایسی شرائط مانیں جن سے کفار کا ہاتھ اوپر رہتا تھا۔صحابہؓ اس موقع پر اپنے حواس کھو بیٹھے تھے۔آنحضرت ﷺ نے تین دفعہ کہا کہ جانور قربانی کردو لیکن کوئی حرکت میں نہ آیا۔آپ خود اٹھے تو سب نے اپنے جانور قربانی کر دئے۔

آپ نے اپنے صحابہؓ کو صبر کرنے اور واپس چلنے کی ہدایت فرمائی۔آپ نے خدا کی رضا کی خاطر کفار سے یہ معاہدہ کیا۔خدا تعالیٰ نے جلد فتح کے سامان عطا فرمائے۔

پھر فتح مکّہ کے موقع پر جب آپؐ مکّہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس موقع پر بدلہ لینے کی بجائے فرمایا ﴿لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ﴾ آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔آپ ظلم کا بدلہ لے سکتے تھے لیکن آپؐ نے ان کو بخشش کے سامان مہیّا فرمائے کہ فلاں جگہ چلے جاؤ تو امن میں آجاؤ گے۔آپؐ نے ہر جنگ میں شجاعت کے نمونے دکھائے لیکن جب فتح پائی تو معاف کر دیا۔ظلم کے بدلے نہیں لئے۔آپؐ کا مقصد جانیں لینا نہیں تھا۔آپ کا مقصد ظالموں کو ظلم سے روکنا تھا۔اخلاقی قدروں کو قائم کرنا تھا،مظلوموں کو ظلم سے بچانا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج ہر احمدی یہ جہاد کرے کہ اُس نے اپنے نفس کو پاک کرنا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور تعلیم کے مطابق معاشرے میں نیک نمونے قائم کرنے ہیں۔مظلوموں کو ظلم سے بچانے کے لئے جہاد کرنا ہے۔لہو ولعب میں پڑے مسلمانوں کو اس سے نکالنے کے لئے جہاد کرنا ہے۔خدا کی توحید کے قیام کے لئے جہاد کرنا ہے،خدا کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے لئے جہاد کرنا ہے۔اس ملک کے ہر فرد تک پہنچانے کے لئے جہاد کرنا ہے۔اس ملک میں مسجدوں کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کا جہاد کرنا ہے۔اگر یہ جہاد آپ کر رہے ہیں تو ایسی روح قائم ہو جائے گی جو آنحضرت ﷺ قائم کرنا چاہتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ اس جلسے کی برکات سے آپ نے جو حصہ پایا ہے اس کو اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنا سکیں۔جن نیک باتوں کی آپ کو عادت پڑ چکی ہے آپ کی زندگیوں میں جاری رہنے والی باتیں بن جائیں۔آپ یہ عہد کریں پروگرام بنائیں کہ احمدیت کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا ہے۔پس اس پیغام کو لے کر باہر نکلیں اور پیغام پہنچائیں۔

حضور انور نے اپنے خطاب کے آخر پر جلسہ سالانہ کی حاضری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جلسہ کی حاضری میں مردوں کی تعداد 14504 ہے جبکہ لجنہ کی بچوں سمیت تعداد 15998 ہے اس طرح مجموعی طور پر جلسہ کی حاضری 30502 ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ سال ان کے جلسہ کی حاضری 7 2 ہزار تھی۔اس طرح امسال 3,500 ہزار کا اضافہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جرمنی سے ایک مرتد کا خط آیا تھا


**THOMPSON & CO SOLICITORS**

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

**Contact:**

**Anas A.Khan, John Thompson Solicitors**
**1st floor 48 Tooting High Street**
**London SW17 0RG**
**Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005**
**Fax: 020 8871 9398**
**Mobile: 0780-3298065**



لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈیلوری پائیں

**www.woostyles.co.uk**

**Terms and Conditions applied**

کہ جماعت اب ختم ہو چکی ہے جلسہ پر کوئی نہیں آئے گا۔آؤ میرے ساتھ شامل ہو جاؤ۔آج یہ دیکھ لے کہ گزشتہ سال سے ساڑھے تین ہزار سے زائد حاضری ہے۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔اس طرح چھ بجکر ۲۵ منٹ پر جلسہ سالانہ کا یہ اختتامی اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔اس کے بعد حاضرین جلسہ نے بڑے پُرشوکت انداز میں نعرے بلند کئے،سبھی کے ہاتھ بلند تھے اور یہ الوداعی منظر بڑا ہی قابل دید تھا۔مسلسل نعرے بلند ہوتے رہے۔حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا اور کچھ دیر کے لئے لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں کے گروپس نے کورس کی شکل میں ترانے اور دعائیہ نظمیں پیش کیں۔جب حضور انور یہاں سے رخصت ہوئے تو ؎ ''جاتے ہو میری جان خدا حافظ و ناصر'' اور ؎

''ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے''

دعائیہ نظمیں پڑھی جا رہی تھیں۔حضور انور کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

سات بجکر پچاس منٹ پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔دعا کے بعد جلسہ گاہ Mannheim سے بیت السبوح فرنکفرٹ لئے روانگی ہوئی۔آٹھ بجکر ۴۵ منٹ پر حضور انور ''بیت السبوح'' پہنچے جہاں نو بجے حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور بیت السبوح میں اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

جماعت جرمنی کے اس تیسویں جلسہ سالانہ میں جماعت جرمنی کے علاوہ درج ذیل ۳۲ ممالک سے ایک ہزار چار صد گیارہ مہمانوں نے شرکت کی۔ہندوستان،پاکستان، جاپان،انڈونیشیا،بینن،سیرالیون،بورکینا فاسو،امریکہ،کینیڈا، یوکے،آئرلینڈ،سپین،فرانس،بیلجیم،آسٹریا،ہالینڈ،سوئٹزرلینڈ، سویڈن،ڈنمارک،ناروے،زمبابوے،سینیگال،ساؤتھ افریقہ،شارجہ،بلغاریہ،البانیا،میسڈونیا،پولینڈ،پرتگال، نیوزی لینڈ،کوسووو،اٹلی۔علاوہ ازیں پانچصد کے قریب زیر تبلیغ مہمان بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔

## 29/اگست 2005ء بروز سوموار:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے بیت السبوح فرنکفرٹ میں نماز فجر پڑھائی۔صبح حضور انور نے ''بیت السبوح'' کے اردگرد کے علاقہ میں پیدل سیر فرمائی۔

## فیملی ملاقاتیں

دس بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔۶۰ خاندانوں کے ۳۱۹/افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاضصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔ملاقات کرنے والوں میں جماعت جرمنی کے علاوہ پاکستان،آسٹریا، انڈیا،سپین،بلجیم سے آنے والی بعض فیملیز بھی شامل تھیں۔

## بلغاریہ سے آنے والے وفد سے ملاقات

دوپہر ایک بجے بلغاریہ سے آنے والے ۴۱ افراد (مرد وخواتین) پر مشتمل وفد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

حضور انور نے باری باری سب کا تعارف حاصل کیا۔

حضور انور نے صدر صاحب جماعت بلغاریہ سے فرمایا کہ اپنی تعداد بڑھائیں جس طرح آپ خود بطور داعی اللہ تبلیغ میں Involve ہیں اسی طرح باقیوں کو بھی شامل کریں۔

بلغاریہ میں مقیم ایک پاکستانی فیملی کے ایک بچے کی شادی بلغارین نو مبائع لڑکی سے ہوئی ہے۔حضور انور نے اس لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنا نیک نمونہ قائم کریں اور اپنی بیوی کا خاص خیال رکھیں۔

حضور انور نے وفد سے فرمایا کہ بلغاریہ کے حالات کب درست ہو رہے ہیں کہ میں وہاں کا دورہ کر سکوں۔سبھی نے بیک زبان کہا کہ حضور ہماری خواہش ہے کہ آپ بلغاریہ آئیں۔

حضور انور نے وفد کے احباب سے جلسہ سالانہ کے بارہ میں ان کے تاثرات دریافت فرمائے۔سبھی نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور بعضوں نے ذکر کیا کہ ہم نے یہاں آ کر بہت کچھ سیکھا ہے۔وفد میں ایک زیر تبلیغ وکیل بھی شامل تھے جو جلسہ کے انتظامات سے اتنے متاثر ہوئے کہ بعد میں وقار عمل میں بھی حصہ لیتے رہے۔

اس وفد میں شامل بعض بلغارین احباب وخواتین اردو زبان بھی سیکھ رہے ہیں۔انہوں نے حضور انور سے اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔حضور انور نے اس طرح زبان سیکھنے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔حضور انور نے وفد کے تمام ممبران کو ''الیس اللہ بکاف عبدہ''،''مولیٰ بس'' کی انگوٹھیاں عطا فرمائیں اور بچوں کو قلم اور چاکلیٹ عنایت فرمائے۔

ایک بچے کے بارہ میں مبلغین نے بتایا کہ اس کو مبلغ بنانے کا پروگرام ہے۔اس پر حضور انور نے خوشی کا اظہار فرمایا۔وفد کے تمام ممبران نے تحفہ لیتے ہوئے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

بلغاریہ کے وفد سے ملاقات ایک بجکر پچاس منٹ تک جاری رہی اس کے بعد حضور انور نے دفتری ملاقاتیں فرمائیں۔

دو بجے حضور انور ایدکم اللہ تعالیٰ نے ''بیت السبوح'' فرنکفرٹ میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

## تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی کے بعد ۴۸ بچوں کی تقریب آمین ہوئی۔حضور انور نے باری باری تمام بچوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔یہ تقریب آمین دوپہر تین بجے ختم ہوئی اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

سہ پہر پانچ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات پونے نو بجے تک جاری رہیں۔اس دوران ۶۰ خاندانوں کے ۳۱۰/افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں۔ ملاقات کرنے والوں میں جماعت جرمنی کے افراد کے علاوہ پاکستان سے آنے والے احباب اور البانیا کا وفد شامل تھا۔

نو بجے حضور انور نے بیت السبوح فرنکفرٹ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

## 30/اگست 2005ء بروز منگل:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح فرنکفرٹ میں نماز فجر پڑھائی۔صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

## نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کے ساتھ میٹنگ

دس بجے نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی میٹنگ حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور نے مجلس عاملہ کی ممبرات سے باری باری ان کے شعبوں اور کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔ اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف ان کو توجہ دلائی۔یہ میٹنگ گیارہ بجے ختم ہوئی۔

## واقفات نو بچیوں کی کلاس

اس کے بعد فرنکفرٹ و دیگر جماعتوں کی واقفات نو بچیوں کی حضور انور کے ساتھ کلاس ہوئی جس میں ۴۹ بچیوں نے شرکت کی۔پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ امتہ النور رضا نے کی۔اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث عزیزہ زوبیہ پروین نے پیش کی۔بعد ازاں درثمین سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام بعنوان ''محمود کی آمین'' میں سے چند منتخب اشعار ''قرآن کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں'' عزیزہ نائمہ بھٹی نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔اس کے بعد عزیزہ ملیحہ ناصر نے ''نیکیوں میں مسابقت'' کے عنوان پر تقریر کی۔بعد ازاں ''پیارے مہدی کی پیاری باتیں'' عزیزہ ثمینہ یاسمین بھٹی نے پیش کیں۔

پروگرام کے آخر پر عزیزہ عروسہ ثمر ناگی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''یا رب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں'' ترنم کے ساتھ پیش کیا۔کلاس کے آخر پر حضور انور نے بچیوں کو حجاب عطا فرمائے اور تیار شدہ پیک کھانا بھی بچیوں میں تقسیم ہوا۔یہ کلاس قریباً پون گھنٹہ تک جاری رہی۔

## واقفین نو بچوں کی کلاس

اس کے بعد واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔عزیزم عبدالخبیر خان نے تلاوت قرآن کریم کی اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔اس کے بعد عزیزم باسل احمد بھٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ پیش کی۔

بعد ازاں عزیزم شکیل احمد منیر نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام ؎

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا اس کے بعد عزیزم عاصم بلال عارف نے ''امانتوں کی حفاظت'' کے عنوان پر تقریر کی۔ ''پیارے مہدی کی پیاری باتیں'' عزیزم ودود احمد نے پڑھ کر سنائیں۔آخر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قصیدہ سے منتخبہ اشعار عزیزم عثمان نوید نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

حضور انور نے بچوں سے پوچھا کتنے بچے ڈاکٹر انجنیئر،ٹیچر اور مبلغ بننا چاہتے ہیں۔بچوں کی اکثریت نے مبلغ بننے کے لئے ہاتھ کھڑا کیا۔حضور انور نے مبلغ انچارج سے دریافت فرمایا کہ کتنے بچے جرمنی سے انگلینڈ جامعہ کے لئے جا رہے ہیں اس پر حضور انور کو بتایا گیا کہ چھ واقفین جا رہے ہیں۔

پروگرام کے آخر پر حضور انور نے ان واقفین نو بچوں کو قلم عطا فرمائے جن کو اس سے قبل حضور انور کی طرف سے قلم نہیں ملے تھے۔اس کے علاوہ بچوں میں حضور نے ڈائریاں بھی تقسیم فرمائیں اور بچوں کو نصیحت فرمائی کہ روزانہ اپنی ڈائری لکھا کریں۔یہ کلاس قریباً پون گھنٹہ جاری رہی۔

ان دونوں کلاسز کا انعقاد MTA سٹوڈیو ''بیت السبوح'' فرنکفرٹ میں ہوا۔کلاسز کے اختتام پر حضور انور نے MTA کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا اور ساتھ ساتھ ہدایات دیں۔لجنہ کی MTA کی ٹیم نے بھی اس موقع پر حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔شعبہ MTA کے معائنہ کے بعد حضور انور نے بیت السبوح کے کچن کا معائنہ فرمایا یہاں مہمانوں کے لئے کھانا تیار ہوتا ہے اور کھانا کھلانے کا انتظام بھی اس کے ساتھ ایک ہال میں کیا گیا ہے۔حضور انور نے فرمایا اچھا کھانا تیار ہو رہا ہے۔دوران معائنہ حضور انور سیکرٹری ضیافت کے دفتر بھی تشریف لے گئے۔اس وزٹ کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

## بچیوں کی تقریب آمین

پونے دو بجے حضور انور نے بیت السبوح میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد بچیوں کی تقریب آمین ہوئی۔جس میں ۴۹ بچیوں سے باری باری حضور انور نے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاپر تشریف لے گئے۔

## فیملی ملاقاتیں

بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

پانچ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی و انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔۴۲ خاندانوں کے ۱۹۲/افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ان ملاقات کرنے والوں میں جرمنی کے علاوہ پاکستان،پرتگال،امریکہ اور چیک ریپبلک سے آنے والے بعض احباب اور فیملیز بھی شامل تھیں۔ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔

## ناصر باغ کا وزٹ اور ریجن کے صدران اور مجالس عاملہ کے ممبران کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد سات بجکر ۳۵ منٹ پر بیت السبوح فرنکفرٹ سے ''ناصر باغ'' کے لئے روانگی ہوئی۔پچیس منٹ کے سفر کے بعد آٹھ بجے حضور انور ناصر باغ پہنچے جہاں مقامی جماعت کے ممبران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور بچیوں نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے اور استقبالیہ نغمات پڑھے۔بعد ازاں حضور انور مسجد بیت الشکور


راحت علی جیولرز
Now we make 22K gold jewellery on order
*For marriages and other functions get your jewellery on competitive rates*
*All type of jewellery repairing, re-polishing and missing stone.*
We do Ear piercing also.
**RAHAT ALI JEWELLERS (London)**
Contact: Rahat Rana
190 London Road Morden, SM4 5AN
(Opp. Baitul Futuh Mosque)
Tel: 020 8648 0282. Mobile: 07832105995



MOT
**Cars: £38 Vans: £40**
**Servicing, Tyres & Exhausts.**
**Mechanical Repairs**
**All Makes & Models**
**Rutlish Auto Care Centre**
**Rutlish Road**
**Wimbledon - London**
**Tel: 020 8542 3269**

ناصر باغ تشریف لے گئے جہاں ناصر باغ گروس گیراؤ ریجن کے صدران اور مجالس عاملہ کے ممبران ،اسی طرح ریجن کی مجلس انصار اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اجتماعی میٹنگ ہوئی ۔حضور انور نے دعا کروائی ۔حضور انور کے دریافت کرنے پر ناصر باغ کے بارہ میں بتایا گیا کہ ۱۹۸۵ء میں یہ جگہ حاصل کی گئی تھی اور اس کا مجموعی رقبہ ساڑھے چھ ایکڑ ہے ۔یہاں مسجد کے علاوہ کھیلوں کے لئے گراؤنڈز ہیں ۔جہاں موسم گرما میں ۶۰ سے ۷۰ خدام روزانہ آکر کھیلتے ہیں ۔والی بال ،فٹ بال اور دوسری کھیلیں ہوتی ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ نمازوں پر حاضری کیا ہوتی ہے ۔نماز فجر اور مغرب وعشاء پر کتنے لوگ آتے ہیں ۔رخصتوں کے دوران کتنے لوگ آتے ہیں ۔حضور انور نے اس کا تفصیلی جائزہ لیا اور اس بارہ میں ہدایات دیں کہ نمازوں میں حاضری کی تعداد بڑھنی چاہئے خصوصاً فجر کی نماز پر حاضری زیادہ ہونی چاہئے اور گرمیوں میں جو دن لمبے ہوتے ہیں اور مغرب وعشاء کی نمازیں عام دنوں کے لحاظ سے تاخیر سے ہوتی ہیں تو ان نمازوں میں حاضری بہت زیادہ ہونی چاہئے ۔لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہو کر آسکتے ہیں۔

حضور انور نے باری باری تمام جماعتی عہدیداران اور پھر مجلس انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے عہدیداران سے تعارف حاصل کیا ۔ہر ایک نے اپنا نام اور اپنے شعبہ کے بارہ میں بتایا ۔حضور انور نے عہدیداران کو نصیحت فرمائی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر عہدیداران نے ڈاڑھیاں رکھنی شروع کر دی تھیں لیکن اب لگتا ہے ارشاد پر عمل نہیں ہو رہا ۔چھوڑ رہے ہیں۔

تعارف کے بعد آخر پر بعض ممبران نے کہا کہ حضور انور ہمیں کوئی نصیحت فرمائیں اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں دو اڑھائی سال سے آپ کو نصائح کرتا آ رہا ہوں ان پر عمل کریں ۔حضور انور نے فرمایا جس طرح باہر اپنے مزاج رکھتے ہیں اسی طرح گھروں میں رکھیں ۔جو گھروں میں اچھے ہیں اسی طرح باہر بھی اچھے ہوں اور جو باہر اچھے عہدیدار ہیں وہ اپنے گھروں میں بھی اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ اچھے ہوں ۔حضور انور نے فرمایا آپ اس پر عمل کر لیں تو بہت ہے۔

آخر پر مختلف گروپس کی صورت میں عہدیداران نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی ۔آٹھ بجکر ۲۵ منٹ پر یہ میٹنگ ختم ہوئی ۔اس کے بعد حضور انور نے ناصر باغ کے احاطہ میں ایک پودا لگایا۔

ناصر باغ میں شام کے کھانے کے پروگرام کا باربی کیو کی صورت میں مقامی جماعت نے اہتمام کیا تھا ۔جس میں لوکل امارت گروس گیراؤ کے جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اور مہمانوں نے شرکت کی ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس اس تقریب میں رونق افروز رہے۔

سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الشکور ناصر باغ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ناصر باغ سے بیت السبوح فرنکفرٹ کے لئے روانہ ہوئے اور رات دس بجے بیت السبوح آمد ہوئی اور حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔


**الفضل انٹرنیشنل میں**

**اشتہار دے کر**

**اپنی تجارت کو فروغ دیں۔**

(مینیجر)


# حضرت مریمؑ کے زمانے کی کھجوریں دوبارہ اگانے کی کوشش


(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)


اسرائیل کے ڈاکٹرز اور سائنسدان کھجور کی ایک ایسی گٹھلی سے پودا اگانے میں کامیاب ہو گئے ہیں جو دو ہزار سال پہلے بیت اللّحم (فلسطین) میں بکثرت ہوتی تھی لیکن اب ناپید ہو چکی ہے ۔اِس گٹھلی کا نام ''میتھو صلاح'' (Methuselah) رکھا گیا ہے ۔بیت اللّحم (Bethlehem) کا قصبہ وہی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی جو یروشلم کے مضافات میں اور حضرت مریمؑ کے شہر ناصرہ سے قریباً سو میل جنوب میں واقع ہے ۔بحیرہ مردار بھی اس سے کوئی چند میل ہی دور تھا ۔اس علاقہ میں واقع ایک ٹیلے کی کھدائی کے دوران تین گٹھلیاں ملی تھیں ۔اس جگہ کا نام MASADA ہے۔

محققین پتہ لگانا چاہتے ہیں کہ یہودا علاقہ (JUDEA) کی اصل کھجور میں وہ کیا خصوصیات پائی جاتی تھیں جن کی بنا پر بائبل اور قرآن میں اس کے سایہ، غذائیت، خوبصورتی اور طبی فوائد کی بہت تعریف کی گئی ہے ۔صلیبی جنگجوؤں نے کھجوروں کے سبھی درختوں کو کاٹ کر اس کی نسل کو مٹا دیا تھا ۔ریڈیو کاربن ٹیسٹ سے اس گٹھلی کی عمر ۳۵ قبل مسیح تا ۶۵ عیسوی معلوم ہوتی ہے۔

اتنے پرانے بیج سے پودا اگانا بہت مشکل ہوتا ہے ۔اگر اُگ بھی جائے تو جلدی ہی مرجھا کر مر جاتا ہے ۔اس لئے اس گٹھلی کے اُگنے کی قوت بحال کرنے کے لئے جتنے جتن کئے گئے ہیں کئی قسم کے محلولات میں رکھ کر قرنطینہ میں اسے اگایا گیا ہے ۔پھر بھی سب سے پہلے اس کے جو پتے نکلے وہ بالکل چپٹے اور زرد سے تھے ۔البتہ بعد میں جو پتے نکلے وہ بالکل نارمل عام کھجور کے پتوں جیسے ہی تھے ۔یہ پودا اب ایک فٹ اونچا ہو گیا ہے ۔لیکن ابھی یہ پتہ ہی نہیں کہ بڑا ہو کر یہ نر نکلتا ہے یا مادہ ۔اگر نر نکلا تو اس سے کھجوریں حاصل کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا ۔لیکن کھجور کا یہ پودا اگر مادہ بھی ہوا تو ۳۰ برس کے بعد اسکو کھجوریں لگیں گی ۔کیونکہ جو طبعاً دیر سے جوان ہوتا ہے اس کی عمر بھی اس حساب سے لمبی ہوتی ہے ۔چنانچہ اس قسم کی کھجور کی عمر دو سو سال ہوتی ہے۔

(ماخوذ سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۱۳۔۶۔۰۵)

انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش گرمیوں کے موسم میں ہوئی تھی ۔جب گڈریئے اپنے ریوڑ کو کھلے آسمان تلے کھیتوں میں رکھتے تھے اور رات بھر ان کی نگرانی کرتے تھے ۔(لوقا ۸۔۷:۲)

قرآن کریم کے مطابق بھی وہ کھجوروں کے پکنے کا موسم تھا، یعنی گرمیوں کا ۔اگر وہ ۲۵ دسمبر کا دن ہوتا تو اتنی شدید سردی میں کھلے آسمان تلے کھیتوں میں ریوڑ کی نگرانی کے لئے پاس رہنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا ۔بیت اللحم ۲۳۵۰ فٹ بلند چٹان پر واقعہ تھا ۔جس کے اردگرد چشموں والی سرسبز وادیاں تھیں ۔ڈھلوان پر کھجوریں اُگی ہوئی تھیں جن کا پھل چٹان پر کھڑے ہو کر توڑا جا سکتا تھا ۔عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے: ''پس اسے اس کا حمل ہو گیا تھا اور وہ اسے لئے ہوئے ایک دور کی جگہ کی طرف ہٹ گئی ۔پھر دردِ زہ اسے کھجوروں کے تنے کی طرف لے گیا ۔اس نے کہا اے کاش! مَیں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی بسری ہو چکی ہوتی ۔تب (ایک پکارنے والے نے) اسے اس کی زیریں طرف پکارا کہ کوئی غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نشیب میں ایک چشمہ جاری کر دیا ہے ۔اور کھجور کی شاخ کو تو اپنی سمت جنبش دے وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گی ۔پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر اور اگر تو کسی شخص کو دیکھے تو کہہ دے کہ یقیناً میں نے رحمان کے لئے روزہ کی منت مانی ہوئی ہے پس آج میں کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی''۔ (سورۃ مریم ۲۳۔۲۷)

ایک عفیفہ صدیقہ خاتون کے جو حالات قرآن کریم نے بیان کئے ہیں کیسے ایمان افروز اور رقت آمیز ہیں ۔پڑھ کر اس پاک بی بی پر جہاں ترس آتا ہے وہاں ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے ۔لیکن افسوس کہ انجیل میں ان واقعات کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

❁❁❁❁❁

# خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ﴾ (سورۃ الفاتحہ:1-7)۔(روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ): اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے ۔تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے ۔بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے ۔جزا سزا کے دن کا مالک ہے ۔تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں ۔ہمیں سیدھے راستہ پر چلا ۔ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا ۔جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

4۔ ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ﴾ (البقرۃ251)

(ترجمہ) اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔﴾

(آل عمران :9)

(ترجمہ) : اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو ۔اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر ۔یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے ۔(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے ۔اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ ۔اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

(ترجمہ): اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں ۔یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے ۔اے اللہ برکتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر برکتیں بھیجیں ۔یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے ۔(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

## ابن رُشد

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 و 23/اکتوبر 2004ء میں مکرم محمد زکریا ورک صاحب کے قلم سے قرطبہ کے جلیل القدر قاضی ابن رشدؒ کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

ابن رشد قرطبہ میں 1126ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد احمد رشد اور دادا محترم محمد رشد دونوں قرطبہ میں قاضی شہرہ چکے تھے۔ دادا تو قرطبہ کی جامع مسجد کے امام الصلوٰۃ بھی تھے اور ایک کتاب المقدمات کے مصنف بھی۔ بچپن میں ابن رشد نے عربی زبان، شاعری، قرآن اور حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حدیث کی کتاب موطا امام مالک اپنے والد سے پڑھی اور پھر اس کو حفظ بھی کرلیا۔ پھر مختلف اساتذہ سے فقہ، اخلاقیات، ادب، فلسفہ اور طب کی تعلیم حاصل کی۔ ساتھ ساتھ علم کلام اور علوم ادبیہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو متنبیؔ اور ابوتمام کے صدہا اشعار ازبر تھے۔

قرطبہ اس وقت یورپ بلکہ تمام دنیا کا علمی مرکز تھا۔ یہاں کے خلیفہ الحکم دوم کی لائبریری میں چار لاکھ کتابیں تھیں جن کی کیٹالاگ چالیس جلدوں پر مشتمل تھی۔ الحکم اسلامی اندلس کے تمام حکمرانوں میں سے سب سے عظیم دانشور حکمران تھا۔ قرطبہ یونیورسٹی جو جامع مسجد کے اندر واقع تھی اس کے کئی شعبے تھے جیسے دینیات، فقہ، اسٹرانومی، ریاضی اور میڈیسن۔ جو شخص یہاں سے تعلیم حاصل کر کے ڈگری لے لیتا اسے ترقی کے مواقع گارنٹی ہو جاتے تھے۔ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ آج سے ایک ہزار سال قبل برطانیہ، فرانس، آسٹریا اور ناروے کے ممالک کا ایک بادشاہ ہوتا تھا جس کا نام جارج تھا اس نے اندلس کے خلیفہ سے درخواست کی کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ اپنی رعایا میں سے طلباء کو سائنس کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اندلس بھجوائے۔ خط کے آخر پر اس نے یوں دستخط کئے ''آپ کا مخلص خادم جارج''۔

قرطبہ کی یونیورسٹی میں ابن رشد نے فقہ اور طب میں تعلیم حاصل کی۔ پھر طبابت کا کام پہلے قرطبہ اور پھر مراکش شہر میں شروع کیا۔ فلاسفی کی کتابیں اپنے طور پر پڑھتے رہے اور کچھ ہی عرصہ میں طب اور فقہ (لاء) میں سند تسلیم کئے جانے لگے۔ قرطبہ اور مراکش دونوں شہر اس وقت سیاسی خلفشار میں مبتلا تھے۔ آپ 22 سال کے ہوئے تو قرطبہ کی بجائے اشبیلیہ (Seville) دارالخلافہ بن گیا۔ سلطان ابو یعقوب یوسف (1163-1184ء) نے جب ابن رشد کو اشبیلیہ کا قاضی 1169ء میں مقرر کیا تو آپ کو روزگار کا تحفظ مل گیا اور آپ تصنیف وتالیف کے کام میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ 1171ء میں 47 سال کی عمر میں آپ قرطبہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ قرطبہ جیسے علمی اور ثقافتی شہر میں جا کر آپ خوش ہوئے نیز آپ کا خزینہ کتب بھی اس شہر میں تھا۔ 1182ء میں آپ کو شاہی طبیب مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد سلطان المنصور (1148-99ء) حکمران بنا۔ اس نے ابن رشد کو دربار میں بہت عزت دی لیکن دونوں کا باہمی احترام کا تعلق 1195ء میں اس وقت یکلخت ختم ہو گیا جب سلطان نے فلسفہ، منطق اور حکمت کی کتابوں کو سپین اور مراکش میں نذر آتش کرنے کا فرمان جاری کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ ابن رشد نے کتاب ''الحیوان'' کی شرح میں جملہ جانوروں کا ذکر کیا تو زرافہ کے متعلق لکھا کہ میں نے اس جانور کو شاہ بربر کے شاہی باغ میں دیکھا تھا۔ امیرالمومنین کی بجائے سلطان کو شاہ بربر کا خطاب ناگوار گزرا۔ ابن رشد نے صفائی پیش کی کہ پڑھنے والے نے اس لفظ کو غلط پڑھا ہے میں نے ملک البرین کا لفظ لکھا ہے یعنی دوملکوں سپین اور مراکش کا بادشاہ۔ یہ توضیح قابل قبول سمجھی گئی۔ مگر آپ کے دشمنوں نے آپ پر الحاد اور بے دینی کا الزام بھی لگا دیا۔ چنانچہ قرطبہ کی جامع مسجد میں ایک عام اجتماع ہوا جس میں علماء اور فقہاء نے اعلان کیا کہ یہ فلاسفر لوگ ملحد اور بے دین ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ابن رشد کو قرطبہ سے کچھ دور لوسینا کی بستی میں نظر بند کر دیا گیا۔ جلاوطنی کے دوران ایک دفعہ ابن رشد اور آپ کا بیٹا قرطبہ کی مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے تو بعض بازاریوں نے شوروغل کر کے دونوں کو مسجد سے نکال دیا۔ کئی شعراء نے طنز آمیز شعر بھی آپ پر لکھے۔

ابن رشد دو سال تک زیر عتاب رہے۔ 1197ء میں آپ کو یکلخت بحال کر کے اندلس کے صوبہ کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ فی الواقعہ ابن رشد کے معطل کئے جانے کی وجہ سیاسی تھی۔ سلطان نے کیسٹیلین قوم کے بادشاہ الفانسو کے خلاف جنگ کا محاذ کھولا تھا اور اسے علماء کی سیاسی مدد کی ضرورت تھی اس لیے علماء کو خوش کرنے کے لئے یہ فتنہ برپا کیا گیا تھا۔ لیکن عمر رسیدہ ابن رشد پر اس فتنہ کا منفی اثر پڑا اور 10 دسمبر 1198ء کو آپ انتقال کر گئے۔ آپ کو مراکش کے باب تاغزوت کے قبرستان میں دفنایا گیا پھر تین ماہ بعد قرطبہ کے مقبرہ عباس میں آپ کے آباؤاجداد کے گنبد میں دوبارہ تدفین ہوئی۔ آپ کا ایک بیٹا عبداللہ ابن رشد شاہی طبیب تھا۔ اس نے کتاب حیلۃ البرء تصنیف کی تھی۔ دوسرا بیٹا احمد ابن رشد پیشہ کے لحاظ سے قاضی تھا اور ذی مرتبت فقیہ، نہایت ذہین اور فیاض انسان تھا۔

ابن رشد ایک عالم باعمل، نہایت باحیا، کم سخن اور پاکباز انسان تھے۔ بہت فراخدل اور منکسر المزاج تھے۔ شاہی دربار سے تعلق ہونے کے باوجود کوئی مال و دولت جمع نہ کیا۔ مطالعہ کے اس قدر رسیا تھے کہ فرمایا: ''زندگی میں میں صرف دو دن مطالعہ نہ کر سکا جس دن میری شادی ہوئی اور جس روز والد کی وفات ہوئی''۔ اپنے دشمنوں سے بھی عدل کا سلوک کرتے۔ ان کا مقولہ تھا: ''اگر میں صرف دوستوں کو دوں تو میں نے وہ کام کیا جس کو میرا دل چاہتا تھا۔ سخاوت یہ ہے کہ دشمنوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے جس کو طبیعت مشکل سے گوارا کرتی ہے''۔ بہت بردبار تھے۔ ایک بار ایک شخص نے مجمع عام میں آپ کو برا بھلا کہا تو آپ نے اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس کی بدولت آپ کو حلم وعفو کے آزمانے کا موقع ملا۔ اس کے صلے میں اس کو کچھ رقم بھی دی لیکن نصیحت بھی کی کہ کسی اَور سے یہ سلوک نہ کرنا کیونکہ ہر کوئی اس کے احسان کا قدردان نہ ہوگا۔

کئی سال تک قاضی رہے لیکن فطری طور پر رحمدل ہونے کی بناء پر کسی کو سزائے موت نہ دی۔ جب کبھی ایسا موقعہ آیا تو مقدمہ کسی اَور قاضی کے سپرد کر دیا۔ خدا کی ذات پر مکمل یقین تھا۔ آپکا مقولہ ہے:

"He who studies anatomy increases his belief in God."

**تصنیفات**: اسلامی لٹریچر میں ابن سینا کو الشیخ الرئیس، الکندی کو الفیلسوف، الغزالی کو الامام اور ابن رشد کو قاضی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سلطان المنصور کے شاہی فرمان پر ابن رشد کی بہت سی کتب نذر آتش کی گئیں۔ تاہم ابن ابی اصیبعہ نے آپ کی پچاس کتابوں کے نام گنوائے ہیں جن میں ایک کثیر حصہ ارسطو اور جالینوس کی کتب کی تشریح ہیں۔ اس فہرست میں فلسفہ، طب اور فقہ پر بھی کتب ہیں۔

ابن رشد فضل و کمال کے انسان تھے لیکن مشرق میں گمنام رہے کیونکہ فلسفہ کے رد میں امام غزالی کی کتاب کا مشرقی دانشوروں پر بہت اثر تھا جس کی وجہ سے فلسفہ و منطق کے علوم کی تحصیل کو لوگ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ تاہم ابن رشد نے یورپ میں بہت شہرت حاصل کی اور آپ کو شارح اعظم اور ارسطوئے ثانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ارسطو کی 38 کتابوں کی شرح اور تلخیص ہے۔

آپ عربی کے علاوہ کوئی اور زبان نہ جانتے تھے لیکن آپ کے بارہ میں دنیا کی ہر اہم زبان میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ یورپ کی کئی زبانوں میں آپ کی کتب کے تراجم کئے گئے۔ 1480ء تا 1580ء کے عرصہ میں آپ کی کتابوں کے ایک سو تراجم ہوئے۔ آپ کی کتابیں عربی اور لاطینی میں سپین کی اسکوریال لائبریری میں موجود ہیں۔ ایک کتاب میں (عربی نسخہ 879) میں آپ کی طب، فلسفہ، فقہ، کلام میں 80 کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جن کے کل صفحات بیس ہزار بنتے ہیں۔ Renan نے 1852ء میں آپ کی کل کتب 67 بیان کی ہیں جن میں 28 فلاسفی پر، 5 دینیات پر، 4 علم ہیئت پر، 2 گرائمر، 8 فقہ پر اور 20 طب پر ہیں۔ طبی کتب میں آپ نے یہ اہم انکشاف کیا کہ جس شخص کو چیچک ایک بار ہو جائے وہ اس کو دوبارہ لاحق نہیں ہوتی۔ ایک کتاب میں سائیکالوجی پر اظہار خیال کیا۔ علم مناظر میں آپ کا عظیم کارنامہ آنکھ کے Retina کا فنکشن بتلانا ہے۔

بحیثیت ہیئت دان آپ نے سب سے پہلے سورج میں دھبوں کا پتہ چلایا۔ آپ علم ہیئت میں مختلف تھیوریز کی تاریخ سے مکمل طور پر باخبر تھے چنانچہ ارسطو کی کتاب میٹافزکس کی شرح میں ثابت ابن قرۃ کے نظریہ الاقبال والادبار (Trepidation & Recessions) کی خود توضیح پیش کی۔ نیز اجرام فلکی کے مشاہدہ کی اہمیت بیان کی۔ بحیثیت فلسفی آپ نے فلاسفی کے اچھا ہونے کے دلائل شریعت سے وضع کئے اور کہا کہ قرآن پاک میں فطرت کے مطالعہ پر زور دیا گیا ہے اور فطرت کے مطالعہ کے لئے منطق اور دوسرے سائنسی علوم کا حاصل کرنا ضروری ہے خاص طور پر یونانی علوم کا۔ آپ کے چند اقوال یہ ہیں:

☆ کائنات ازل سے ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا ازل سے ہے۔

☆ عقل کے ذریعہ انسان حواس خمسہ کے بغیر حقائق اور صداقتوں کا شعور حاصل کرتا ہے۔

☆ خدا کا علم انسانی علم جیسا نہیں بلکہ علم کی اعلیٰ و ارفع قسم ہے۔ جس کے بارہ میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ خدا کا علم اشیاء سے اخذ نہیں ہوتا۔

☆ ہمیشہ فلاسفی یعنی عقلیت اور مذہب اسلام میں مطابقت تلاش کرو۔ سائنسی علوم سے حاصل شدہ نتائج اور کتاب الٰہی دونوں صداقتیں ہیں اور ان میں مطابقت ہونی چاہئے۔

---

مختلف ممالک کی جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے بعض اخبارات و رسائل کی فہرست گزشتہ شمارہ میں دی گئی تھی۔ امسال جنوری تا جون 2005ء تک ہمیں موصول ہونے والے چند مزید رسائل کا ذکر بطور شکریہ پیش ہے:-

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا ''نور الدین'' (ایڈیٹر: محمد داؤد مجوکہ صاحب اور نوید حمید صاحب)، مجلس انصاراللہ برطانیہ کا ''انصارالدین'' (مدیراعلیٰ: ڈاکٹر شمیم احمد صاحب، مدیر اردو: محمود احمد ملک، مدیر انگریزی: احمد بھنو صاحب)، لجنہ اماءاللہ ناروے کا سہ ماہی ''زینب'' (مدیرہ اردو: شہلا اشرف صاحبہ، مدیرہ نارویجن: شائستہ بلیاس صاحبہ)، آئیوری کوسٹ سے شائع ہونے والا ''ریویو آف ریلیجنز'' (فرنچ ایڈیشن: "La Revue des Religions")، جماعت احمدیہ کیرلہ کا ماہنامہ "The Sathyadoothan" (ایڈیٹر: اے ایم محمد سلیم صاحب)، جماعت احمدیہ امریکہ کا بچوں کیلئے رسالہ ''الہلال'' (۵ رکنی ادارتی بورڈ)، جماعت احمدیہ جنوبی افریقہ کا دوماہی ''العصر'' (ایڈیٹر: مشتاق بارگے صاحب)، لجنہ اماءاللہ جرمنی کا ''خدیجہ'' (مدیرہ صفیہ چیمہ صاحبہ)۔

---

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 ستمبر 2004ء میں مکرم اقبال صلاح الدین صاحب کی ایک نعت سے انتخاب ملاحظہ کیجئے:

سیدِ خیرالبشر کی شفقتیں سب کے لئے
رحمۃ للعالمیں کی رحمتیں سب کے لئے
شاخ شاخ آرزو ہے آپؐ ہی سے بارور
تھیں مقدر میں وگرنہ حسرتیں سب کے لئے
علم و حلم و صدق و لطف و حسن و احسان و کرم
آپؐ کے اوصاف کی کثرتیں سب کے لئے

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587


Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org


Vol. 12 — Friday September 30 , 2005 — Issue No. 39


## حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

**ہر عورت اور ہر مرد کو تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آج کی مائیں اگر تقویٰ پر قدم ماریں گی تو احمدیت کا مستقبل محفوظ کر رہی ہوں گی۔**

**آیات قرآنی کے حوالہ سے مختلف معاشرتی برائیوں سے بچنے کے لئے تفصیلی نصائح۔** (جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر مستورات سے خطاب)

---

**آنحضرت ﷺ جنگ کے ذریعہ زبردستی اسلام کو پھیلانے کا الزام سراسر جھوٹا اور خلاف واقعہ ہے۔ آپؐ کا جہاد ظالم کے ظلم کے خلاف اور مظلوم کو ظلم سے بچانے کے لئے تھا۔**

**رحمۃ للعالمین ﷺ کی پاکیزہ تعلیم و کردار کے حوالہ سے اسلامی جنگوں کی حقیقت کا ایمان افروز بیان۔** (جلسہ سالانہ جرمنی سے اختتامی خطاب)

بلغاریہ سے جماعتی وفد سے ملاقات ۔ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کے ساتھ میٹنگ۔ واقفات نو بچیوں اور واقفین نو بچوں کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔ بچوں اور بچیوں کی الگ الگ تقریبات آمین ۔ ناصر باغ کا وزٹ ۔فیملی ملاقاتیں

(رپورٹ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

### 27 اگست 2005ء بروز ہفتہ:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ صبح حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

### مستورات سے خطاب

آج جلسہ سالانہ جرمنی کا دوسرا دن تھا۔ بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مستورات سے خطاب کے لئے لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ 15 ہزار سے زائد خواتین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ جلسہ سالانہ کے اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام۔

زندہ وہی ہیں جو خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اس کے عزیز و حبیب ہیں

میں سے منتخب اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے گئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی درج ذیل آٹھ طالبات کو سرٹیفکیٹ عطا فرمائے: عزیزہ شمائلہ جاوید صاحبہ، مریم غفار صاحبہ، نبیلہ احمد صاحبہ، فرزانہ مجید صاحبہ، مریم احمد صاحبہ، ثروت قدیر صاحبہ، منزّہ عاقل خان صاحبہ، عطیۃ البشیر خان صاحبہ۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب طالبات کے لئے مبارک کرے۔ آمین

اس کے بعد ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الحجرات کی آیات نمبر 12 تا 14 کی تلاوت کے بعد ان آیات کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: یہ ہے وہ بنیادی تعلیم جو اگر معاشرہ میں رائج ہو جائے تو یہ دنیا انسان کے لئے جنت بن جائے۔

حضور نے فرمایا: عورتوں کی آبادی دنیا کے ہر ملک میں مردوں سے زیادہ ہے۔ اگر عورت کی اصلاح ہو جائے اور وہ تقویٰ پر قائم ہو جائے، معاشرہ میں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے لگ جائے تو بہت سے فساد اور جھگڑے جنہوں نے دنیا کو برباد کیا ہوا ہے ختم ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے ان آیات میں بعض برائیوں سے رکنے اور تقویٰ پر قائم ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔

یہ بات عورت کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی بڑائی بیان کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اپنے مقابل پر دوسرے کو عموماً اپنے سے کمتر محسوس کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نصیحت فرمائی کہ کسی دوسری قوم کو بُرا نہ سمجھو۔ تم جس کو بُرا سمجھ رہے ہو ممکن ہے وہ خدا کے نزدیک تم سے بہتر ہو۔ اور جس کو تم اچھا سمجھ رہے ہو وہ خدا کے نزدیک بُرا ہو۔

حضور نے فرمایا: یاد رکھو کہ یہ صرف خدا کو پتہ ہے وہی غیب کا علم رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون برا ہے اور کون اچھا ہے اور دلوں میں کیا بھرا ہوا ہے۔ کس نے آئندہ کس حالت میں ہونا ہے۔ تم جس کو بُرا جانتی ہو اس کو آئندہ نیکیوں کی توفیق مل جائے اور جو نیک ہے اس کو بُرائیاں مل جائیں۔ پس جب تم کسی کے بارہ میں علم نہیں رکھتیں تو پھر بلاوجہ اس کے بارہ میں رائے زنی کرنے، تبصرہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔

حضور نے فرمایا: جب تم کسی کو حقیر سمجھ کر ذلیل کرنے کی کوشش کرتی ہو۔ پبلک میں بیٹھ کر، مجلس میں بیٹھ کر مذاق کیا جاتا ہے، تحقیر کی جاتی ہے، طنز کئے جاتے ہیں تو اس سے جہاں معاشرہ میں فساد پیدا ہوتا ہے وہاں عورت گنہگار ہوتی ہے۔ کسی کے بارہ میں یہ کہہ کر بات کرتی ہے کہ مَیں اس کو اچھی طرح جانتی ہوں، یہ ہے ہی ایسا۔ اس کا سارا خاندان ہی ایسا ہے۔ اس طرح اس کی برائیاں بیان کرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دعوے باریک نظر سے دیکھیں تو خدائی کے دعوے ہیں گویا یہ اظہار ہے کہ مَیں غیب کو جانتی ہوں۔

حضور نے فرمایا: پس ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنا، برائیاں تلاش کرنا چھوڑ دو۔ اللہ سے ڈرو۔ یہ باتیں تم کو خدا سے دور کر دیں گی اور پھر ان باتوں کو اختیار کرنے کی وجہ سے مزید گند میں پڑتی چلی جاؤ گی اور فاسد کہلاؤ گی۔

حضور نے فرمایا کہ بعض نام بگاڑ کر رکھ دئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے کہ ایک دوسرے کو ایسے ناموں سے نہ پکارو جو بگاڑ کر رکھے جاتے ہیں۔ یہ باتیں ایمان میں کمزوری کا باعث بنتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ایسی حرکتیں کرنے کے بعد تمہاری ایمانی حالت جاتی رہے گی۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں موقع دیا ہے تم آسمانی انعاموں کے وارث بنو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر جو انعام تمہیں حاصل ہوا ہے اس کی قدر کرو۔ نیکیوں میں آگے بڑھو اور بیہودہ باتوں میں نہ پڑو۔ تمہارا یہ اعزاز جو تمہیں زمانے کے امام کو مان کر حاصل ہوا ہے۔ اپنے اس اعزاز کو برقرار رکھنے کی کوشش کرو۔ اس تعلیم پر عمل کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے۔ اپنے اخلاق اعلیٰ کرو، اسی میں بڑائی ہے۔ یہ اللہ کے فضلوں کے ساتھ بلند ہوں گے اور اللہ کے فضلوں کے ساتھ ایسی صورت میں بلند ہوں گے جب تم عاجزی دکھاؤ گی، ایک دوسرے کی عزّت کرنا سیکھو گی۔ جب اپنی جھوٹی عزتوں کو پس پشت ڈال کر خدا کے بتائے ہوئے رستے پر چلنے کی کوشش کرو گی۔

حضور نے فرمایا: معاشرے کو فساد سے پاک کرنے کے لئے جو باتیں ضروری ہیں ان میں سے ایک بدظنّی ہے۔ بدظنّی کر کے نہ صرف معاشرے کو نقصان پہنچا رہی ہو گی بلکہ اپنے آپ کو گنہگار کر رہی ہو گی۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے بدظنّی کر کے عورتیں جو گناہ میں پڑ رہی ہیں وہ تو ہے ہی لیکن اس بدظنّی کی وجہ سے، غصّے کی وجہ سے دلوں میں بے چینی کی وجہ سے، اپنی صحت بھی برباد کر رہی ہوتی ہیں اور اپنے بلڈ پریشر ہائی کر رہی ہوتی ہیں۔

حضور نے فرمایا: ایک عورت جو بیوی بھی ہے اور پھر ماں بھی ہے۔ اس وجہ سے اپنے خاوند کے لئے مسائل کھڑے کر رہی ہوتی ہے۔ بچوں کی تربیت برباد کر رہی ہوتی ہے۔ ان بدظنّیوں کا ذکر گھر میں چلتا ہے۔ بچوں کی تربیت خراب ہو رہی ہوتی ہے۔ وہ بھی بڑے ہو کر ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جہاں مائیں اپنے بچوں کو برباد کر رہی ہوتی ہیں وہاں جماعت کی امانتوں کے ساتھ خیانت کر رہی ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع فرمایا ہے۔ غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہوتا ہے۔ کون پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔

حضور نے فرمایا: پس ان باتوں سے پرہیز کرو، ان سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو انعام دیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہونے کی توفیق دی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر اس طرح کرو کہ تقویٰ اختیار کرو۔

جو غلطیاں ہو چکی ہیں اس کے لئے اللہ سے مغفرت مانگو۔ پس ان برائیوں کو ترک کر کے اللہ کے حضور جھکنا چاہئے، اس سے رحم مانگنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ان کے نزدیک وہی لوگ معزّز ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں اور ان سب برائیوں سے بچنے والے ہیں۔

حضور نے فرمایا: باقی رہے تمہارے خاندان، تمہارے قبیلے اور قومیں، یہ تو ایک پہچان ہیں۔ جب ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مان لیا، حَکَم و عدَل کو مان لیا اور جب ہم اس دعوے کے ساتھ کھڑے ہیں کہ ہم نے دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانا ہے، ایک قوم بنانا ہے تو پھر یہ قبیلے، قومیں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

حضور نے فرمایا: ایک احمدی کو کسی قوم کا ہونے کی وجہ سے بڑائی نہیں کرنی چاہئے یا کسی قوم کے احمدی کو کسی دوسری قوم کے احمدی کو دیکھ کر یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ یہ ہم سے کم تر ہے۔ ایک پاکستانی احمدی کا کام ہے کہ وہ افریقن احمدی کی اسی طرح عزّت کرے جس طرح یورپین، جرمن احمدی کی کرتا ہے۔ اور ایک جرمنی احمدی کا بھی کام ہے کہ اسی طرح افریقن کی عزت کرے جس طرح یورپین کی کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب یہ ہوگا تو تب صحیح معاشرہ قائم ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کر کے حضور انور نے فرمایا: پس آج ہر عورت اور ہر مرد کو تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہی بات ہم کو خدا کا دوست بنائے گی اور جو اللہ کا دوست بن جائے اس کو دین و دنیا کی نعمتیں حاصل ہو جائیں گی۔

حضور نے فرمایا: آپ کی گودوں میں مستقبل کی ماؤں نے پرورش پانی ہے۔ آج کی مائیں اگر تقویٰ پر قدم ماریں گی تو احمدیت کا مستقبل محفوظ کر رہی ہوں گی۔ قرآن کریم نے کئی اور مقامات میں بھی نیکیوں کو اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے۔ پس ان سب نیکیوں کو اپنانا اور ان برائیوں کو چھوڑنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

حضور نے فرمایا: مَیں آپ عورتوں سے کہتا ہوں کہ آپ نے ہر نیکی کو اپنانا ہے اور ہر برائی کو چھوڑنا ہے۔ تو اس


باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں